نمبر ۸۲ | مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۳ر شعبان ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خیریت ہے ۔

صاحبزادہ میاں داؤد احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہت افاقہ ہے ۔ اسی طرح جناب میر محمد اسحاق صاحب بھی روبصحت ہیں ۔

صاحبزادہ میاں مبارک احمد سلمہ اللہ تعالیٰ خلف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہاکی کھیلتے ہوئے سخت چوٹ آئی جس سے پسلی ٹوٹ گئی ۔ احباب صحت کے لئے دُعا فرمائیں ۔

۸ جنوری جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے مسجد اقصیٰ میں ذکر حبیب پر تقریر کی ۔

۹ جنوری بعد از نماز عشاء چوک احمدیہ میں تبلیغی جلسہ کیا گیا جس میں گیانی واحد حسین صاحب ۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب موگوی اور شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے سکھ ازم کے متعلق دلچسپ تقریریں کیں ۔

مولوی محمد شہزادہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ ۱۰ جنوری فوت ہوگئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ دُعائے مغفرت کی جائے ۔

مجلس مشاورت سنہ ۱۹۳۱ء

کے متعلق

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے ۔ کہ امسال انشاء اللہ مجلس مشاورت ۳ - ۴ - ۵ - اپریل سنہ ۱۹۳۱ء منعقد ہوگی ۔ تین اپریل کو چونکہ جمعہ ہے ۔ اس لئے بعد نماز جمعہ انشاء اللہ مجلس مشاورت کی کارروائی شروع ہوگی ۔ اور ۵ - اپریل بروز اتوار کی دوپہر تک جاری رہے گی ۔

تمام جماعتوں کی اطلاع کے لئے یہ بھی لکھا جاتا ہے ۔ کہ ایک ماہ کے اندر اندر باقاعدہ اپنی اپنی جماعتوں کے اجلاس کر کے مجلس مشاورت کے لئے نمائندوں کا انتخاب کریں ۔ اور اس کے متعلق دفتر ہذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں ۔ ساتھ ہی ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کے متعلق سکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے امسال کیلئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں ۔ اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں ۔ تو اس وقت بھی ایک نقل ایسی تصدیق کی اپنے ساتھ لائیں ۔ لیکن جماعتوں کے امراء اس قاعدے سے مستثنےٰ ہونگے ۔ وہ اپنی جماعت کے امیر ہونے کی وجہ سے مجلس مشاورت کے نمائندے بغیر کسی زائد انتخاب کے سمجھے جائیں گے ۔

خاکسار پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

اخبار احمدیہ

دھرم گ میانہ تحصیل نارووال میں مناظرہ

۳۔۴۔ جنوری ۱۹۳۱ء کو ایک اہلحدیث مولوی محمد امین صاحب شاگرد مولوی ثناء اللہ صاحب سے مناظرہ مقرر ہوا۔ ہماری طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب۔ مولوی محمد یار صاحب اور مولوی ظہور حسین صاحب تشریف لائے۔ ۳۔ جنوری کو پہلے وقت میں وفات مسیح علیہ السلام از روئے قرآن پر مناظرہ ہونا تھا۔ جو مولوی ظہور حسین صاحب نے کیا۔ غیر احمدی مولوی نے اپنے دعوے حیات مسیح علیہ السلام کی تائید میں ایک ہی آیت بل رفعہ اللہ الیہ پیش کی۔ اور اس کے مطلب اور مفہوم کو بگاڑ کر سارا وقت فضول باتوں میں خرچ کیا۔ ہمارے مناظر نے اس آیت کا صحیح مطلب اور مفہوم پبلک کے ذہن نشین کیا۔ اور وفات مسیح علیہ السلام کی متعدد آیات قرآنی سے ثابت کیا دوسرا وقت اسی مسئلہ کے متعلق از روئے حدیث تھا۔ جو مولوی اللہ دتا صاحب کیا اس وقت میں بھی غیر احمدی مناظر نے صرف اپنے دعوے کا حصر حکماً عدلاً الخ والی حدیث پر ہی رکھا۔ اور ہمارے مناظر نے اپنے دعوے کی تائید میں متعدد احادیث پیش کیں۔ اس دن کے مناظرہ کا سامعین پر یہ اثر ہوا۔ کہ بہت سے غیر احمدی مایوس ہوگئے اور خود اقرار کیا۔ کہ واقعی ہمارے مناظر سے کچھ نہیں بن سکا بلکہ بعض اس قدر بد دل ہوگئے۔ کہ اگلے دن کے مناظرہ میں شامل نہ ہوئے۔

دوسرے دن صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مناظرہ ہوا ہماری طرف سے مولوی اللہ دتا صاحب بحیثیت مدعی مناظر تھے۔ آپ نے چونتیس آیاتِ قرآنی پُر زور طریق پر پیش کیں جس کا سامعین پر خاص اثر ہوا۔ اس کے مقابلہ میں غیر احمدی مناظر نے بجائے قرآن مجید سے استدلال کرنے کے جواز روئے شرائط مناظرہ مقرر تھا۔ محمدی بیگم والی پیشگوئی پر تقریر شروع کر دی۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے اس پیشگوئی کی حقیقت اور اس کے پورا ہونے کو نہایت عمدہ طریق پر بیان کیا اس مسئلہ کے متعلق دوسرے وقت از روئے حدیث مناظرہ ہوا۔ اس وقت مولوی محمد یار صاحب ہماری طرف سے بحیثیت مدعی مناظر تھے اور غیر احمدیوں کی طرف مولوی عبد الرحیم شاہ صاحب۔ مولوی محمد یار صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں متعدد احادیث پیش کیں۔ اور احادیث کی تائید میں واقعات اور حالات زمانہ کو دکھایا۔ غیر احمدی مناظر نے جو غیر مہذب اور فحش گو ہونے میں اپنی نظیر آپ ہے۔ حدیث دانی سے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں اور الہامات پر بے بنیاد اور لغو اعتراضات شروع کئے۔ مگر ہمارے مناظر نے نہایت معقول طریق سے اس کا موقعہ بند کر دیا آخر غیر احمدی مناظر نے لوگوں کو مشتعل کرنے کی غرض سے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دادیوں اور نانیوں کو کسبی اور خراسکار لکھتے ہیں۔ اور بائیبل کا حوالہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ساری بائیبل میں یہ کہیں موجود نہیں۔ اگر احمدی مناظر بائیبل سے یہ دکھا دے۔ تو میں مبلغ دس روپے انعام دوں گا۔ چنانچہ دس روپے رکھ دیتا ہوں۔

غیر احمدی مناظر کے اس چیلنج کو ہمارے مناظر نے منظور کر لیا۔ اور صدر جلسہ کے پاس جو غیر احمدی تھا روپے رکھ دئے گئے۔ جب ہمارے مناظر نے بالکل واضح طور پر ان حوالہ جات کو بائیبل سے نکال کر پیش کر دیا۔ اور صدر جلسہ فیصلہ سنانے کے لئے طیار ہوا۔ تو چونکہ اُن کو معلوم ہوچکا تھا۔ کہ فیصلہ ہمارے خلاف ہوگا۔ اس لئے شور مچانا شروع کر دیا۔ اور یہ کہنا شروع کیا۔ کہ شرط باندھنا شریعت میں منع ہے اس لئے روپیہ واپس دے دو۔ جب صدر نے واپس نہ کئے۔ تو اُسے مجبور کر کے چھین کر لے گئے۔ اور دوران مناظرہ میں ہی بغیر وقت ختم کئے میدان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس طرح جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً کا نظارہ خداوند تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے دکھایا۔ الحمد للہ۔ خاکسار محمد اسمٰعیل سکرٹری جماعت احمدیہ

خطاب بہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

از جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر

اے حُسنِ تو حُسنِ مہ کنعاں بادا
نُورِ تو برنگ نُورِ فاراں بادا
عمرے تو چو عمرِ نُوح بادا مقبُول
اِقبالِ تو اِقبالِ سُلیماں بادا

ضروری اعلان

شرف الدین ساکن نوشہرہ نے ایک اخبار میں میرے متعلق لکھا ہے۔ کہ بعد مناظرہ قلعہ سوبھا سنگھ میں جماعت احمدیہ سے علیحدہ ہوگیا ہوں۔ یہ مجھ پر نہایت جھوٹا الزام لگایا گیا ہے۔ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ میں خدا کے فضل سے احمدی ہوں۔ خیر الدین ڈار۔ قلعہ سوبھا سنگھ۔

اعلان توبہ

یکم جنوری کو موضع کرالیاں۔ ضلع گورداسپور میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا جو مناظرہ ہوا اس کے بعد مجھے سخت مجبور کر کے احمدیت سے برگشتہ کرایا گیا میں اپنی اس حرکت پر سخت نادم ہوں۔ اور سچے دل سے توبہ کرتا ہوا جماعت احمدیہ میں اپنی بیعت کی تجدید کرتا ہوں۔ خاکسار ابراہیم ولد بوٹا سکنہ چاہل

تصحیح

پیر فیض عالم صاحب ولد پیر محمد عالم صاحب کے نکاح کا جو اعلان مورخہ ۲۔ دسمبر ۱۹۳۰ء کے الفضل میں شائع ہوا ہے۔ اس میں تاریخ نکاح بجائے ۱۹۔ ستمبر ۱۹۳۰ء کے ۱۹۔ نومبر لکھی گئی ہے۔ خاکسار امام الدین امیر جماعت احمدیہ جبہ کے

عہدیداران جماعت احمدیہ لالہ موسےٰ

بابو عبد الرحمٰن صاحب پریذیڈنٹ حکیم محمد قاسم جنرل سکرٹری و سکرٹری دعوۃ و تبلیغ و امام مسجد۔ میاں محمد دین صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت۔ مولوی غلام رسول صاحب محاسب و نائب امام صلوٰۃ۔ فضل الٰہی صاحب محصل۔ رحمت علی صاحب محصل۔ میاں الہ داد صاحب محصل۔ خاکسار حکیم محمد قاسم از لالہ موسےٰ

درخواست ہائے دُعا

۱۔ میں نے فوجی خدمات کی بنا پر اوورسیری کے لئے حکام بالا میں درخواست دے رکھی ہے۔ جملہ برادران کی خدمت میں التماس ہے کہ وُہ میری کامیابی کے لئے دُعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ خاکسار ملک رسول بخش سب اوورسیر۔

۲۔ میرے عزیز چوہدری عبد الحمید خانصاحب جو اسال ولایت سے انجنیری کی ڈگری حاصل کر کے آئے ہیں۔ ماہ حال کے آخر میں امپیریل سروس کے امتحان میں بیٹھنے والے ہیں۔ دوست ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار غلام محمد کٹھیال ضلع امرتسر

۳۔ میری اہلیہ خورد بعارضہ نمونیا بیمار ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار حاجی غلام احمد از کریام

اعلان نکاح

حکیم نظام جان کاغانی صاحب کی دختر امۃ المنان کا نکاح رشید احمد پسر حافظ عبد العزیز صاحب سیالکوٹی کے ساتھ مولانا سید سرور شاہ صاحب نے ۸ جنوری کو مسجد مبارک میں اعلان فرمایا۔ حق مہر مبلغ پندرہ سو روپے مقرر ہُوا۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ

ولادت

خدا تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ یہ محض حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا اثر ہے۔ برادران سلسلہ دُعا فرمائیں۔ خدا تعالےٰ مولود کو عمر دراز عطا فرمائے۔ عاجز عبد الغنی احمدی سٹیشن ماسٹر چکوال

غریب فنڈ کو یاد رکھیں

کچھ عرصہ سے ولادت اور اعلان نکاح کرانے والے اصحاب نے غریب فنڈ کو فراموش کر رکھا ہے۔ حالانکہ اس قسم کے خوشی کے مواقع پر اعلان نکاح کے لئے کم از کم ایک روپیہ اور ولادت کے لئے کم از کم آٹھ آنے غریب فنڈ کے لئے بھیجنا بڑی بات نہیں۔ لیکن اس سے فائدہ بہت پہنچتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۲ قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۱ء جلد ۱۸

جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

بعض اہم اور ضروری امور کے متعلق اظہار خیالات

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ جلسہ کے موقع پر ۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء کو جو تقریر فرمائی اس کا خلاصہ احباب جماعت کی آگاہی کیلئے درج ذیل کیا جاتا ہے

خدا تعالیٰ کا شکر

حضور نے اول تو اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے پھر اس سنت کو پورا کرنے کی ہمیں توفیق عطاء فرمائی۔ جو اس کے مامور اور مرسل نے ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے منشار اور اشارہ سے جلسہ سالانہ کے رنگ میں قائم کی۔ اس کے بعد فرمایا۔

ماضی پر نظر

ہم چونکہ اس وقت اس لئے جمع ہوئے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی برکات اور اس کے فیوض حاصل کریں۔ اس لئے ہمارا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ ہم دیکھیں۔ ہمارے لئے ماضی میں کیا پیدا کیا گیا۔ جس کی حفاظت کرنا۔ اور جسے ترقی دینا ہمارا فرض ہے۔ یا جسے دور کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ کئی باتیں ایسی پیدا کی جاتی ہیں۔ جن کا دور کرنا مومن کا فرض ہوتا ہے۔ اور کئی ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا حاصل کرنا مومن کے فرائض میں داخل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ابتلا لاتا ہے۔ تاکہ دیکھے۔ کہ وہ کس طرح خدا تعالیٰ کے افعال پر غور و تدبر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑا غیور ہے۔ جہاں وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہاں اس میں غیرت بھی کمال درجہ کی ہے۔ اور وہ دیکھنا چاہتا ہے۔ کہ اس کے بندے اس کے افعال سچے عاشق کی طرح دیکھتے ہیں۔ یا نہیں۔ ایک سچے عاشق کی کیا حالت ہوتی ہے۔ یہ کہ ہر وقت اس کا دل چاہتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کی حرکات دیکھتا رہے۔ اس کی ہر بات پر نگاہ رکھے۔ اور اس کے رنگ میں رنگین ہو جائے۔ پس سچے مومنوں کو خدا تعالیٰ کے افعال پر نگاہ رکھنی چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کن امور میں انہیں ہوشیار کرنا چاہتا ہے۔ اور کن میں آگے بڑھانا چاہتا ہے۔

ایک بہت بڑا ابتلاء

اس سال ہماری جماعت پر ایک بہت بڑا ابتلا آیا۔ گذشتہ مارچ میں چند لوگوں نے جو جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جب دیکھا کہ جماعت ان کا پیدا کردہ فتنہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو انہوں نے وہی طریق اختیار کیا جو فتنہ پرداز لوگ اپنی شرارت کو انتہا تک پہنچانے کے لئے اختیار کیا کرتے ہیں۔ یعنی ایسی تحریریں شائع کرنی شروع کر دیں۔ جن سے اشتعال آئے۔ اور جن کو دیکھ کر صبر سے کام لینا محال ہو جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے ہماری جماعت کو ایک سبق دیا۔ اور بتایا۔ کہ وہ مومن کو ہر مشکل کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار کرنا چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہماری جماعت کو یہ سکھانا چاہا۔ کہ ایسے واقعات بھی پیش آ جاتے ہیں۔ جب انسان اپنے نفس پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ لیکن ادھر شریعت یہ مطالبہ کرتی ہے۔ کہ نفس کو قابو میں رکھا جائے۔ میں سمجھتا ہوں۔ ان انتہا درجہ کی اشتعال انگیزیوں کے مقابلہ میں جو فتنہ پردازوں نے شرارت کو بڑھانے کے لئے کیں۔ سوائے چند کوتاہیوں کے ہماری جماعت کے لوگوں نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا اور لاکھوں انسانوں کی جماعت میں سے چند کوتاہیاں اس جماعت کے اعلیٰ اخلاق اور ضبط نفس پر دلالت کرتی ہیں۔ نہ کہ کسی قسم کا اس پر حرف لاتی ہیں۔ ان حالات میں جس عمدگی سے جماعت نے کام کیا۔ اس کی نظیر کا کسی اور جگہ ملنا محال ہے۔ ایک طرف جماعت کے لوگوں کی غیرت اور حمیت کا امتحان تھا۔ اور دوسری طرف اپنے نفس پر قابو رکھنے کا۔ گویا دو آگیں تھیں۔ جن میں وہ کھڑے تھے۔ اور جہاں یہ دونوں آگیں جمع ہو جائیں۔ وہاں عقلمند سے عقلمند انسانوں کی عقل بھی ماری جاتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری جماعت پوری طرح کامیاب ہوئی۔ اس نے غیرت بھی دکھائی۔ اور اپنے نفس پر قابو بھی رکھا۔ اور اگر کسی سے کچھ کوتاہی ہوئی۔ تو ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ باقی جماعت کے صبر، تحمل اور استقلال کی وجہ سے اور شریعت اور اسلام کی تکریم کے طور پر اپنے نفس پر قابو رکھنے کی وجہ سے کوتاہی کرنے والوں کو معاف کر دے

وفات کی جھوٹی خبر

ہماری جماعت کی ایک اور آزمائش جو خدا تعالیٰ نے دشمنوں کے ذریعہ کی۔ اور جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ ایک رنگ میں آزمائش تھی۔ اور ایک رنگ میں انعام۔ اب میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ مستریوں نے جو فتنہ پھیلایا۔ اس کے متعلق قدرتی طور پر کبھی یہ خدشہ پیدا ہوتا تھا۔ کہ شائد جماعت کا ایک حصہ اپنے اندر کمزوری محسوس کرے۔ کیونکہ دشمن جو روز بروز شرارت میں بڑھتا جاتا ہے شائد اس کو اندر سے مدد ملتی ہو۔ یہ انسانی کمزوری کے ماتحت میرے دل میں خیال پیدا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دور کرنے کے لئے دشمن سے ہی ہتھیار چلوایا۔ فتنہ پرداز لوگ بڑے دعویٰ کے ساتھ یہ کہتے تھے۔ کہ جماعت کے لوگ انہیں مخفی طور پر مدد دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے غلط اور محض جھوٹ ثابت کرنے کیلئے ایسا ذریعہ پیدا کر دیا اور دشمن کے ہاتھ سے ہی پیدا کرایا۔ کہ اس کا وہ انکار نہ کر سکتا تھا۔ یہ وہ خبر تھی۔ جو میری موت کی شائع کرائی گئی۔ اس خبر نے جماعت کے اخلاص اور محبت کے جذبات کو نکال کر باہر رکھ دیا۔ اور اتفاق کی ایسی نمائش ہوئی۔ جو دنیا میں پچھلے سالوں میں بہت کم ہوئی ہوگی۔ اس خبر کے پھیلانے پر دشمن نے معلوم کر لیا۔ کہ وہ اپنی شرارت میں بالکل ناکام ہو چکا ہے۔ ... ہمیں معلوم ہو گیا۔ کہ جماعت کے کسی حصہ میں بھی اخلاص کی کوئی کمی نہیں ہوئی مجھے اس وقت تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ اس خبر کے شائع ہونے پر جو خطوط آئے۔ اور ہم نے جماعت کے لوگوں کی جو حالت دیکھی۔ اس کی تفسیر الفاظ میں نہیں ہو سکتی اس سے ظاہر ہو گیا۔ کہ جماعت میں جو اخلاص ہے۔ وہ ہمارے اندازہ سے باہر ہے۔ بہت سے خطوط ایسے آئے۔ جن میں جماعت کے معزز افراد نے لکھا۔ کہ اس خبر کے سنتے ہی انہوں نے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ وہ ملازمتیں چھوڑ کر بقیہ عمر دین کی خدمت میں صرف کریں گے۔ یہ انتہائی قربانی تھی۔ اور صحیح قربانی تھی جس کا اظہار کیا گیا۔

انتخاب خلافت سب سے بڑی آزمائش ہے

جہاں خدا تعالیٰ نے اس طرح جماعت کو اخلاص کے اظہار کا موقعہ دیا۔ وہاں یہ بھی بتا دیا۔ کہ فانی آخر فانی ہی ہے۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ اور ایک نہ ایک دن اسے اپنے مخلصین سے جدا ہونا پڑتا ہے۔ اس بات کا احساس بھی خدا تعالیٰ نے جماعت کو کرا دیا۔ اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ سے جماعت کو جو تعلق ہے۔ وہ جماعت ہی کی بہتری اور بھلائی کے لئے ہے۔ اور جو بھی خلیفہ ہو۔ اس سے تعلق ضروری ہے۔ یاد رکھو! اسلام اور احمدیت کی امانت کی حفاظت سب سے مقدم ہے۔ اور جماعت کو تیار رہنا چاہیئے۔ کہ جب

بھی خلفاء کی وفات ہو. جماعت اس شخص پر جو سب سے بہترین خدمت دین کر سکے. اللہ تعالےٰ سے دعا کرنے اور اس سے الہام پانے کے بعد متفق ہو جائیگی. انتخاب خلافت سے بڑی آزمائش مسلمانوں کے لئے اور کوئی نہیں. یہ ایسی ہے جیسے باریک دام پر چلنا. ذرا سا قدم ڈگمگانے سے انسان دوزخ میں جا گرتا ہے. غرض انتخاب خلافت سب سے بڑھ کر ذمہ داری ہے. جماعت کو اس بارے میں اپنی ذمہ داری پہچانتی چاہئے.

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر شرمناک حملہ

پچھلے دنوں ایک شرمناک حملہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر کیا گیا. اور میں سمجھتا ہوں. اس کا باعث وہی چند نادان منافق ہیں. جو فتنہ پردازی میں حصہ لے رہے ہیں. اور جس طرح جماعت کے مخلصین کا اخلاص ظاہر ہوا. اسی طرح بعض منافقین کی منافقت ظاہر ہو گئی. اور تو اور اس قسم کے بھی شرمناک دل معلوم ہوئے. کہ قاضی محمد علی صاحب کا پیغام آیا. ایک شخص مجھے کہتا رہا. تم کیوں یہ نہیں کہہ دیتے. کہ سازش کر کے مجھ سے قتل کرایا گیا ہے. ایسے ہی کچھ لوگ تھے. جو مستریوں کے فتنہ کا ذکر کر کے کہتے. حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی تو ایسے الزام نہ لگائے جاتے تھے. اب کوئی بات ہوگی. جو یہ الزام لگتے ہیں. میں سمجھتا ہوں. یہ رسالہ جس کا نام تائید اسلام رکھا گیا ہے. بیشک وہ سب سے بدترین کفری رسالہ ہے. ایسے ہی لوگ اس کی اشاعت کا موجب ہوئے ہیں. اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر ایسے ہی گندے اتہام لگائے گئے ہیں. جیسے مستری مجھ پر لگاتے تھے.

میں وہ الفاظ نہیں پڑھ سکتا. میں نے گھر پر ان کے پڑھنے کی کوشش کی. مگر نہ پڑھ سکا. چند سطور پڑھ کر چھوڑ دینے پر مجبور ہوا. بہرحال وہ ویسے ہی اعتراضات ہیں. جیسے مجھ پر کئے گئے اور میں سمجھتا ہوں. ہر گند کے نتیجہ میں گند نکلتا ہے. حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی دشمن اس قسم کے اعتراضات کیا کرتے تھے. مگر مومن کا کام یہ ہے. کہ ایسی باتوں کو پرے پھینک دے. اس لئے ہم نے ان کو پھینک دیا. مگر بعد میں آنے والے نادانوں نے کہا. ان کو کیوں پھینکا گیا. ہم نے ایسی باتوں کو اس لئے پرے پھینک دیا. کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے. لا تبقی لک من المخزیات ذکرا پس ہمارا یہ کام نہیں. کہ ہم لعنتوں کو جمع کرتے رہیں. یہ لعنتیوں کا کام ہے ہمارا کام یہ ہے. کہ ہم رحمتوں کو چنیں.

خدا تعالیٰ کی گرفت

جہاں ہماری غیرت یہ نہیں چاہتی. کہ ہم ایسی باتوں پر لعنت سے بحث کریں. وہاں ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے. کہ پوری طرح ایسی باتوں کے خلاف نفرت اور حقارت کا اظہار کر دیں. اس قسم کے اعتراضات کرنے والوں سے کہہ دیں. کہ تم اپنی بہو بیٹیوں اور بیویوں کی فہرست بنا لو. میں اس بات کے لئے تیار ہوں. کہ ہر ایک چیز سے اگر خلافت کو بھی پیش کر کے کہہ دوں. کہ اگر ان میں وہی باتیں نہ پیدا ہو جائیں. جن کا جھوٹا الزام ہم پر لگاتے ہیں تو ہم جھوٹے. یہ ان کے لئے خدا تعالےٰ کی گرفت ہے. جو پوری ہو کر رہے گی. اور خدا تعالےٰ کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے. شیعوں کو دیکھ لو. جتنی کنجنیاں ہوتی ہیں. ان میں سے اکثر شیعہ کہلاتی ہیں. شیعوں نے خدا تعالےٰ کے پاک بندوں پر بعض اعتراضات کئے تھے ان کا نتیجہ یہ ہوا. کہ ہزار سال سے اس قسم کے عیب ان میں پیدا ہو گئے

گورنمنٹ سے مطالبہ

ہم جانتے ہیں. کہ اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں سے ضرور بدلا لیتا ہے. اور اب بھی ضرور لیگا. مگر موجودہ گورنمنٹ نے جب یہ قانون بنایا ہوا ہے. کہ مذہبی پیشواؤں پر ناپاک حملے کرنے والوں کو گرفت کی جاتی ہے. تو کوئی وجہ نہیں. کہ ہم گورنمنٹ سے اس قانون کے استعمال کرنے کا مطالبہ نہ کریں. جس حق کو گورنمنٹ خود تسلیم کرتی ہے. ہمارا حق ہے. کہ ہم اس کا مطالبہ کریں. میں امید کرتا ہوں. کہ ساری جماعت اس بات پر متفق ہوگی. کہ گورنمنٹ سے مطالبہ کیا جائے. کہ اس قانون سے کام لے. یا پھر اس قانون کو منسوخ کر دے. جب تک یہ قانون موجود ہے. اس وقت تک ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے. کہ جماعت احمدیہ کے امام کو دوسرے فرقوں کے پیشواؤں سے کم درجہ دے.

(اس موقعہ پر حاضرین نے بڑے زور کے ساتھ کہا. کہ ہم گورنمنٹ سے اس قانون کو کام میں لانے کا مطالبہ کرتے ہیں)

اب میں سمجھتا ہوں. جماعت کی طرف سے گورنمنٹ کو توجہ دلانی چاہیئے. ہم اپنے لئے کوئی خاص رعایت نہیں چاہتے گورنمنٹ یا تو اس قانون کو منسوخ کر دے. یا پھر اسی طرح ہمارے لئے اس کا اجرا کرے. جس طرح اوروں کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق کرتی ہے.

تازہ تصانیف

اس کے بعد حضور نے تازہ تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا.

اس سال اللہ تعالےٰ کے فضل سے دو کتابیں نہایت اعلےٰ پایہ کی تصنیف ہو چکی ہیں. ان کے مسودات کے بعض حصے میرے سامنے پیش ہو چکے ہیں. ان میں سے ایک تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر ہے. جو میاں بشیر احمد صاحب نے لکھی ہے. اور سیرت کی موجودہ کتابوں میں سے سب سے بہتر کتاب ہے. اس کے ذریعہ اسلام کی خدمت میں بہت آسانی پیدا ہو جائے گی. انشاء اللہ

دوسری کتاب ایک مخالف سلسلہ کی کتاب "عشرہ کاملہ" کا جواب ہے. جو مولوی اللہ دتا صاحب کو تبلیغ کے کام سے فارغ کر کے لکھائی گئی ہے. اس کا نام میں نے ہی تفہیمات ربانیہ رکھا ہے. اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے. جو بہت اچھا تھا. اس کتاب کے لئے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا. کئی دوستوں نے بتایا. کہ "عشرہ کاملہ" میں ایسا مواد ہے. کہ جس کا جواب ضروری ہے. اب خدا کے فضل سے اس کے جواب میں اعلےٰ لٹریچر تیار ہوا ہے. دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے. اور اس کی اشاعت کرنی چاہیئے.

تفسیر القرآن

گذشتہ جلسہ سالانہ پر ایک چیز کا میں نے وعدہ کیا تھا اور وہ قرآن کریم کی اردو تفسیر تھی. یہ تفسیر چار سو صفحہ تک چھپ چکی ہے. اور اس سے زیادہ کا مسودہ تیار ہو چکا ہے. یہ درس کے نوٹ ہیں. اور چونکہ نظر ثانی کرتے وقت مجھ بہت کچھ لکھنا پڑتا ہے. اس لئے اس کی اشاعت میں دیر ہو گئی اور جولائی کے بعد اور اہم وقتی کاموں کی وجہ سے میں یہ کام نہ کر سکا. میں امید کرتا ہوں. کہ اللہ تعالےٰ نے صحت اور توفیق بخشی. تو چند ماہ تک یہ کتاب تیار ہو جائیگی

انگریزی ترجمہ قرآن کی نظر ثانی بھی بہت کچھ ہو چکی ہے تھوڑا سا حصہ باقی ہے. وہ مارچ تک امید ہے ختم ہو جائیگا.

غیر مبایعین کی کذب بیانی

اس کے بعد حضور نے غیر مبایعین کے فتنہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا. کہ یہ لوگ جھوٹ اور غلط بیانی میں کس طرح حد سے گذر چکے ہیں. اور اس بات پر اظہار تعجب و افسوس فرمایا. کہ ایسے ایسے جھوٹ دیکھ کر ان لوگوں کے دل میں کیوں درد نہیں پیدا ہوتا. جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تعلیم دی. کہ کسی حالت میں خفیف سے خفیف جھوٹ بھی نہیں بولنا چاہیئے. حضور نے ان لوگوں کے موٹے موٹے جھوٹ کی مثالیں میں. ۳۰ ستمبر کے پیغام کا ایک مضمون پڑھ کر سنایا جس میں لکھا ہے. کہ خلیفہ قادیان کو اپنے بعد خلافت کی فکر ابھی سے دامنگیر ہے. اور اس منصب جلیلہ کے لئے اپنے لخت جگر میاں ناصر احمد کے نام قرعہ فال نکالا ہے. اس انتخاب کے بعد ولی عہد خلافت پرنس آف ویلز کی طرح دورہ پر نکلے تمام قادیانی جماعتوں کو اپنے دیدار فیض آثار سے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور عطا فرمایا. ہدیے. نذرانے. اور تحائف وصول کر کے کامیابی سے قادیان واپس تشریف فرما ہوئے اس کامیاب دورہ کا اندازہ لگانے کے بعد. کہ مریدوں نے میاں ناصر کو سر آنکھوں پر قبول کیا. اخباروں. پوسٹروں. اشتہاروں اور خطوط وغیرہ کی پیشانیوں کو ھوالناصر کے فقرہ سے مزین کیا جانے لگا. اور یوں ایک رنگ میں اعلان کیا گیا. کہ ہونیوالا خلیفہ ناصر ہی ہے؟

تمام حاضرین نے لعنت اللہ علی الکاذبین کہتے ہوئے شہادت دی۔ کہ میاں ناصر احمد صاحب نے کوئی دورہ نہیں کیا۔ حضور نے وضاحت کے ساتھ پیغام کے اس مضمون کی تردید کی۔ اور بتایا۔ کہ میاں ناصر احمد کو خلافت کے لئے دورہ کرانیکا الزام لگانیوالے دیکھیں۔ میں تو وُہ ہوں جس نے ۱۹۲۴ء کی مجلس مشاورت میں یہ بات پیش کی تھی۔ کہ کوئی خلیفہ اپنے کسی رشتہ دار کو اپنا جانشین نہیں مقرر کرسکتا۔ چنانچہ میں نے پیش کیا تھا کہ "کوئی خلیفہ اپنے بعد اپنے کسی قریبی رشتہ دار کو یعنی اپنے باپ۔ یا بیٹے۔ یا بھائی۔ یا بہنوئی۔ یا داماد کو۔ یا اپنے باپ یا بیٹوں۔ یا بیٹیوں۔ یا بھائیوں کے اُوپر یا نیچے کی طرف کے رشتہ داروں کو اپنا جانشین مقرر نہیں کرسکتا۔ نہ کسی خلیفہ کی زندگی میں مجلس شوریٰ اس کے کسی مذکورہ بالا رشتہ دار کو اس کا جانشین مقرر کرسکتی ہے۔ نہ کسی خلیفہ کے لئے جائز ہوگا۔ کہ وُہ وضاحتاً یا اشارتاً اپنے کسی ایسے مذکورہ بالا رشتہ دار کی نسبت تحریک کرے۔ کہ اس کو جانشین مقرر کیا جائے۔ اگر کوئی خلیفہ مذکورہ بالا اصُول کے خلاف جانشین مقرر کرے۔ تو وُہ جائز نہ سمجھا جائیگا۔ اور مجلس شوریٰ کا فرض ہوگا۔ کہ خلیفہ کی وفات پر آزادانہ طور سے خلیفہ حسب قواعد تجویز کرے۔ اور پہلا انتخاب یا نامزدگی چونکہ ناجائز تھی۔ وُہ منسوخ سمجھی جائیگی"۔ (رپورٹ مجلس مشاورۃ ۱۹۲۴ء صفحہ ۱۳۹-۱۴۰)

اب دیکھو۔ غیر مبایعین کی طرف سے یہ الزام اس شخص پر لگایا جاتا ہے جس نے خلافت کے متعلق پیش بندیاں پہلے سے ہی کردی ہیں۔ تاکہ کوئی ایسی کارروائی نہ کرسکے۔ اور اگر کرے۔ تو اُسے مسترد کردیا جائے۔

تبلیغی اشتہارات

میں نے پچھلے سال تبلیغی اشتہارات شایع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ ایک اشتہار شایع بھی کیا گیا۔ اس کے بعد یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کس قسم کے اشتہار ہوں۔ التوا کیا گیا۔ اسی دوران میں سیاسی تحریکات ملک میں بڑے زور سے پیدا ہوگئیں۔ اور لوگ سیاسیات میں منہمک ہوگئے۔ خیال تھا۔ کہ یہ تحریکات جلد ختم ہو جائینگی۔ مگر یہ لمبی ہوتی چلی گئی ہیں۔ اب ارادہ ہے۔ کہ اشتہارات کا سلسلہ شروع کردیا جائے۔ وُہ لوگ اپنا راگ گاتے ہیں۔ تو ہم بھی اپنا راگ گائیں۔

سیاسیات میں دخل

جہاں تک ممکن ہو ہم سیاسیات سے الگ رہتے ہیں لیکن اس سال سیاسی حالات میں ایسا تغیر پیدا ہوگیا۔ اور ایسی باتیں رونما ہوئیں جو دین پر اثر انداز ہوسکتی ہیں۔ ان کی وجہ سے ہم خموش نہیں رہ سکتے تھے۔ ہندوستان کے حالات ایسے ہیں۔ کہ اگر ہندوستان والوں کو بغیر حد بندی کے ملکی اختیارات مل گئے۔ تو وُہ سب سے پہلے ہم پر ہی ہاتھ صاف کرینگے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ایسی قیود اور پابندیوں کا مطالبہ کریں۔ جو ملک کے امن کو برباد نہ ہونے دیں۔ اس وجہ سے ہمیں ان معاملات میں دخل دینا پڑا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ دخل سیاسی لحاظ سے نہیں۔ بلکہ مذہبی لحاظ سے ہے۔ اگر ہندو اس قسم کے قوانین نافذ کردیں۔ جن کی وجہ سے دین کی اشاعت بند ہو جائے۔ جیسا کہ ہندو ریاستوں میں اب بھی اس قسم کی پابندیاں ہیں۔ جن کی وجہ سے مسلمان ہونے والوں کو روکا جاتا ہے تو ہم ہندوستان کے لئے اس قسم کے قانون کس طرح برداشت کرسکتے ہیں۔ اور ہمارا کس طرح گذارہ ہوسکتا ہے۔ جبکہ ہمارا اوڑھنا۔ بچھونا۔ جینا۔ مرنا دین ہی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہم کوشش کریں۔ کہ دین کی اشاعت میں روکاوٹ پیدا کرنے والی کوئی بات نہ ہو۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کسی سیاسی تحریک کا دین یا اخلاق پر اثر پڑتا ہے۔ تب ہم دخل دیتے ہیں۔ جیسے کل گورنر صاحب پر حملہ کے خلاف ہماری طرف سے اظہار نفرت کیا گیا۔

یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے ہمیں سیاسیات میں بھی ایسی ہی برتری عطا کی ہے۔ جیسی دوسرے امور میں۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی ملتا ہے۔ ہماری اپنی قابلیتوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اب بیسیوں بڑے بڑے سیاست دان یورپ اور ہندوستان کے لوگوں کی تحریریں موجود ہیں جن میں تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ہم نے ہندوستان کے نظم ونسق کے متعلق جو رائے پیش کی ہے۔ وُہ بہت صائب ہے۔ اس قسم کی تحریروں میں سے کچھ سائمن رپورٹ پر تبصرہ کے اردو ایڈیشن میں شایع کردی گئی ہیں۔ اور بہت سی باقی ہیں۔ جو بعد میں آئی ہیں۔ غرض خدا تعالےٰ نے اس طرح بھی ہماری برتری تسلیم کرادی ہے۔ اس پر ہمیں کوئی فخر نہیں۔ ہم تو خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اور جب ہماری خدمت کے اچھے نتائج نکلیں۔ تو اس کا اچھا اثر ضرور اہل ملک پر ہوگا۔ ہم تو اقلیت میں ہیں۔ حکومت دُوسری قومیں ہی کرینگی۔ مگر باوجود اس کے ہم جو اتنی محنت اور مشقت برداشت کرتے اور روپیہ صرف کررہے ہیں۔ کیا اس سے شرفاء پر یہ اثر نہ ہوگا کہ ہم میں اتنی تڑپ کیوں ہے۔ ضرور انہیں یہ خیال آئیگا کہ ملک اور اہل ملک کی خدمت کی یہ تڑپ حضرت مرزا صاحب نے ہی پیدا کی ہے۔ اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ادب اور عزت لوگوں میں بڑھیگی۔ اور اس طرح آپس کا بُعد دُور ہوتا جائیگا۔ باقی جو دلائل کا کام ہے وُہ کرینگے۔

کتاب ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسائل کا حل

میری کتاب "ہندوستان کے سیاسی مسائل کا حل" اردو۔ انگریزی میں شایع ہوچکی ہے۔ اس کے لئے کچھ چندہ کیا گیا تھا۔ مگر خرچ اندازہ سے زیادہ ہوگیا ہے۔ اس لئے کچھ قرضہ باقی ہے۔ اسے جلد ادا کرنا ضروری ہے اور وُہ اسی طرح ہوسکتا ہے۔ کہ یہ کتاب فروخت ہو جائے۔ میں احباب سے خواہش کرتا ہُوں۔ کہ شہروں میں رہنے والے اصحاب انگریزی ایڈیشن کے کئی کئی نسخے خرید لیں۔ اور انگریزی خوانوں میں فروخت کریں۔ اسی طرح اردو ایڈیشن کی اشاعت بھی کی جائے۔ مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ یہ کتاب کثرت سے شایع ہو۔ مگر مفت نہیں۔ بلکہ فروخت کی جائے۔ یہ کتاب علیحدہ خرچ سے چھپوا کر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں رکھوا دی گئی ہے۔ تاکہ اس کی آمد سے قرضہ ادا ہو سکے اور صدر انجمن احمدیہ پر بوجھ نہ پڑے۔

انگریزی اخبار سن رائز

اسی سال میں نے اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہُوئے انگریزی اخبار سن رائز کو ہفتہ وار کردیا ہے۔ عام طور پر میری عادت ہے کہ میں مجلس شوریٰ کے مشورہ کے بغیر کوئی کارروائی نہیں کرتا۔ لیکن حالات فوری طور پر ایسے پیدا ہوگئے تھے۔ کہ سن رائز کو ہفتہ وار کرنا پڑا۔ میں احباب سے خواہش کرتا ہُوں۔ کہ وُہ اس کی اشاعت بڑھانے کیلئے کوشش کریں۔ اس کے ایڈیٹر ملک غلام فرید صاحب ہیں تو نوجوان۔ مگر ان میں کام کرنیکی قابلیت ہے۔ اگر احباب مدد کریں۔ تو صحیح سیاسی خیالات پھیلانے میں مفید کام کرسکتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو تفسیر نویسی کے متعلق جواب

اس کے بعد حضور نے مقابلہ میں قرآن کریم کے حقائق ومعارف بیان کرنے کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریروں کا جواب دیا۔ تقریر کا یہ حصہ انشاء اللہ عنقریب مفصل طور پر شایع کردیا جائیگا۔ اس لئے یہاں اس کا خلاصہ نہیں دیا جاتا۔

سورہ التحریم کی تفسیر

پھر حضور نے سورۃ التحریم کی آیت یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ کی تشریح فرماتے ہُوئے اس آگ سے خود بچنے اور دوسروں کو بچانے کے لئے سب سے ضروری چیز دُعا ثابت کی۔ اسکے متعلق ضروری ہدایات دیں۔ اور اس پر پوری طرح کاربند ہونے کا ارشاد فرمایا۔

ہر احمدی "کشتی نوح" پڑھے یا سُنے

اسی ضمن میں ایک بات یہ بیان فرمائی۔ کہ اگلے سال تمام کے تمام احمدی پڑھے لکھے یا اَن پڑھ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتاب کشتی نوح پڑھیں۔ یا سنیں۔ اسی طرح ہر سال ایک کتاب مقرر کردیجایا کرے۔ تو سب لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی ساری کتب سے واقف ہو جائینگے۔ آپ لوگ جو یہاں موجود ہیں۔ سُن لیں۔ اور جو یہاں نہیں۔ انہیں سُنادیں۔ کہ اگلے سال کشتی نوح کا پڑھنا یا سُننا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ تین گھنٹہ میں ختم ہوسکتی ہے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

آخر میں حضور نے سورہ تحریم کے پہلے رکوع کی نہایت ہی پرمعارف تفسیر بیان کی۔ اور ثابت کیا۔ کہ جس آگ سے بچنے اور دوسروں کو بچانیکا

حکم اس سورہ میں دیا گیا ہے۔ اس کا ذکر اسی سورۃ میں کردیا گیا ہے۔ اور وُہ یہ آگیں ہیں [illegible] نہ ہونا۔ [illegible] نہ ہونا۔ [illegible] قانت نہ ہونا۔ تائب نہ ہونا۔ عابد نہ ہونا۔ سائح نہ ہونا۔ ان کی نہایت لطیف تشریح کرتے

غیر مبائعین کو کارِ خاص کے صلہ میں مربعے اور خطابات

جماعت احمدیہ پر جاسوسی الزام

جن اصحاب کو پچھلے دنوں غیر مبائعین کے "سہ روزہ آرگن" "پیغام صلح" کے دیکھنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے یہ دیکھ کر کہ حکومت کے خلاف ایک عام شورش پھیلی ہوئی ہے اور اس حالت میں کسی پر گورنمنٹ کا جاسوس ہونے کا الزام لگانا اور حکومت کی حمایت کرنے کا ملزم ٹھہرانا اسے نہایت ہی خطرناک نقصان پہونچانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ گذشتہ تمام سال یہی چیخ و پکار شروع رکھی ہے کہ قادیانی حکومت کے جاسوس ہیں۔ اور حکومت کے لئے "کار خاص" سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے متعلق "پیغام صلح" کے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ تا معلوم ہو سکے کہ ان لوگوں کو جھوٹے بہتان باندھنے اور افترا پردازی کرنے میں کس قدر کمال حاصل ہے۔ اور کتنے زور شور کے ساتھ ہمارے خلاف گورنمنٹ کے لئے جاسوسی کرنے اور کار خاص میں مصروف ہونے کا الزام لگایا جاتا رہا ہے۔

پیغام کے اقتباسات

"پیغام صلح" نے اپنے ۱۰ جولائی ۱۹۳۰ء کے پرچہ میں لکھا۔

"لوگوں کا عام خیال ہے۔ کہ قادیانی جماعت کے افراد گورنمنٹ برطانیہ کے محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی میں خدمات انجام دینا بھی ذائض میں سے ایک نہایت ہی مقدس فریضہ سمجھتے ہیں۔"

"نیاز مندان کو تو قادیانی جماعت کی اس پر معنی جدوجہد میں بعض ایسی چیزیں نظر آ رہی ہیں۔ جو بہت سے شکوک و شبہات کا باعث قرار دی جا سکتی ہیں۔" (پیغام صلح ۱۰ جون ۱۹۳۰ء)

"چند ماہ سے قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم سیاسیات میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور ان کی طرف سے تحفظ حقوق مسلمین کے پر فریب نام سے نہایت مشتبہ کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں بعض نہایت عجیب و غریب باتیں معلوم ہوئیں۔ اور جستجو پر بہت سے خوفناک اور دلچسپ انکشافات بھی ہوئے۔" (۱۵ جولائی)

"یہ لوگ صلیب کے پرستاروں کی محبت میں کس قدر مرے جاتے ہیں۔ اور انہیں اپنا مالک و رازق سمجھ کر محض دنیوی فوائد کی غرض سے کیا کیا عہد باندھ رہے ہیں۔"

"کیوں نہ ہو کار خاص کے فرائض دین و دھرم سمجھ کر ادا کرنے کے بعد بھی حکومت خوش نہ ہو گی۔ تو پھر کب ہو گی۔" (پیغام ۲۸ ستمبر)

اسی پر بس نہیں کی گئی۔ بلکہ پیغام نے تمام شرافت اور ثقاہت کو بالائے طاق رکھ کر ملا سیف الدین طاہر اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق لکھا۔

"دونوں نے اب کے شملہ کا رخ کیا۔ وائسرائے سے ملاقاتیں کیں اور اپنے اپنے ذاتی اغراض کے لئے گورنمنٹ کی انتہائی وفاداری کے دعوے کئے۔ اور ہر وقت سر بکف رہنے کا اظہار دیا۔ دونوں نے اپنے اپنے ایجنٹوں کی معرفت حکام اور بڑے بڑے لوگوں سے ملاقات کے اوقات مقرر کئے۔ دونوں کا لنگر شملہ میں ہر نووارد کے لئے جاری تھا۔" (پیغام ۱۹ دسمبر)

اہل پیغام کو چیلنج

دنیا میں ہر شریف آدمی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ اگر کسی غلط فہمی کی بناء پر وہ کسی پر کوئی غلط الزام عاید کر دے۔ تو اس کی طرف سے تردید ہونے پر وہ ضرور پشیمان ہوتا۔ اور اس کے ازالہ کے لئے مقدور بھر کوشش کرتا ہے۔ لیکن جب ہم نے "پیغام" کی اس افترا پردازی کی پہلی دفعہ کی اشاعت پر ہی پُر زور تردید کر دی۔ تو اسے اپنی غلط بیانی پر ذرا بھی ندامت نہ ہوئی۔ ہم نے اسے چیلنج دیتے ہوئے لکھا۔

"جس نکتہ چینی کی اس (پیغام) نے دھمکی دی ہے۔ اسے ضرور عمل میں لائے۔ ہمارے نزدیک جو کچھ اس نے لکھا ہے۔ کذب بیانی اور افترا پردازی کی پرانی عادت سے مجبور ہو کر اور بغض و عداوت کے جذبات کی سیری کے لئے لکھا ہے۔ ورنہ اس کے جھوٹ اور بہتان ہونے میں اسے خود بھی شبہ نہیں ہے۔ اگر پیغام صلح کے نزدیک ہمارا یہ دعوےٰ درست نہیں ہے۔ تو ہم اسے چیلنج دیتے ہیں۔ کہ جو دھمکی اس نے دی ہے۔ اسے پایہ ثبوت تک پہنچائے۔ اور ہماری پُر معنی جدوجہد میں اسے جو چیزیں نظر آ رہی ہیں۔ وہ ایک ایک کر کے جس قدر چاہے۔ دل کھول کر ان پر نکتہ چینی کرے۔" (الفضل ۱۲ جون)

جب اس پر بھی پیغام کو نہ تو میدان میں آ کر اپنا جھوٹا الزام ثابت کرنے کی جراءت ہوئی۔ اور نہ وہ بیہودہ سرائی سے باز آیا۔ تو ہم نے لکھا:۔

"باوجود اس کے کہ پیغام کو ہم کھلا چیلنج دے چکے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے جاسوس ہونے اور اس کی طرف سے کار خاص پر مقرر ہونے کے ثبوت میں اس کے پاس جو کچھ ہے پیش کرے۔ اور اس میں ایک منٹ کی بھی دیر نہ کرے۔ وہ ابھی تک۔ خواہ مخواہ بیہودہ دھمکیاں دیتا چلا جا رہا ہے۔ کہ یہ کر دیا جائیگا۔ وہ کر دیا جائے گا۔ ہم کہتے ہیں۔ اگر کچھ کر سکتے ہو۔ تو کر کیوں نہیں دیتے۔ دیر کیوں لگا رہے ہو۔ لیکن اگر کچھ کر نہیں سکتے۔ تو گیدڑ بھبکیوں سے کیا فائدہ۔ مرد ہو۔ تو میدان میں آؤ۔ ورنہ اتنے بلند چوڑے دعوے کرنے کے بعد کوئی ثبوت نہ پیش کر سکنے کی وجہ سے چلو پانی میں ڈوب مرو۔" (الفضل ۱۳ جولائی)

اب چاہئے تو یہ تھا۔ کہ "پیغام" یا تو ہمارا چیلنج منظور کر کے اپنے الزام کو پایہ ثبوت تک پہونچاتا۔ یا پھر شرم اور ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اسے واپس لے لیتا۔ مگر ان دونوں باتوں میں سے اس نے کوئی بھی نہ کی۔ اور جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے۔ نہایت ڈھٹائی کے ساتھ جماعت احمدیہ پر گورنمنٹ کی جاسوسی اور کار خاص کرنے کا الزام پے بہ پے لگاتا رہا۔

عجیب بات

لیکن کس قدر عجیب بات ہے۔ کہ بقول "پیغام" حکومت کے لئے "کار ہائے خاص" تو ہم بجا لاتے رہیں۔ "حکومت برطانیہ کے محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی۔ میں خدمات" ہم کرتے رہیں۔ ایسے افعال کا ارتکاب ہماری طرف سے ہوتا رہے "جو بہت سے شکوک و شبہات کا باعث قرار دیئے جا سکتے ہیں۔" "تحفظ حقوق مسلمین کے پر فریب نام سے نہایت مشتبہ کارروائیاں" ہم کریں۔ "صلیب کے پرستاروں کی محبت میں ہم مرتے" اور "انہیں اپنا مالک و رازق سمجھ کر محض دنیوی فوائد کی غرض سے کیا کیا عہد باندھتے" رہیں۔ "اپنے ذاتی اغراض کے لئے" ہمارے پیشوا "انتہائی وفاداری کے دعوے" کرتے رہیں "ہر وقت سر بکف رہنے کا اظہار" دیتے رہیں۔ اور "شملہ میں ان کا لنگر ہر نووارد کے لئے" جاری رہے۔ اس کے مقابلہ میں غیر مبائعین ان تمام باتوں کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ بلکہ عامۃ المسلمین کے دربار میں ہماری ان خلاف اسلام حرکات پر وہ چیخ و پکار بھی کرتے رہیں۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ گورنمنٹ نے کسے انعام و اکرام عطا کیا۔ کسے اس کی خدمات کا صلہ بخشا۔ اس کے لئے غیر مبائعین کے "حضرت امیر" کے حسب ذیل الفاظ ملاحظہ ہوں۔ جو ۳ جنوری ۱۹۳۱ء کے پیغام میں ان تعدوا نعمت اللّٰہ لا تحصوھا کے عنوان سے شایع کئے گئے ہیں۔

حکومت کے انعام کے متعلق امیر پیغام کا اعلان

"اس سال کے خاص افضال الہی میں سے اکتالیس مربعہ زمین ہے۔ جو انجمن نے حاصل کی ہے"

اس کے ساتھ ہی خوشی اور مسرت میں جھومتے ہوئے لکھا ہے۔

"اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ یہ انجمن کی مستقل بنیاد ہے۔ اور اگر ہم اسے انجمن کا ایک مستقل سرمایہ قرار دیں۔ تو یہ اراضی ایسی ہی ہے۔ جیسے ہم نے چار پانچ لاکھ روپے کا مستقل سرمایہ جمع کر لیا ہو۔ کیونکہ اوسط آمدنی فی مربعہ چار یا پانچ سو روپے سمجھکر اس اراضی کی کل آمد سولہ اور بیس ہزار سالانہ کے درمیان قرار دی جا سکتی ہے۔ اور سولہ یا بیس ہزار روپے کی سالانہ آمد کے لئے چار پانچ لاکھ روپے بنک میں جمع ہونے چاہئے تھے۔ پس اس اراضی کا حصول اغراض انجمن کے لئے ایسا ہی ہے۔ جیسے چار پانچ لاکھ روپے سرمایہ جمع کر لینا"

اب غور فرمایئے۔ وُہ انجمن جس کی "مستقل بنیاد" حکومت کے عطا کردہ ۴۱ مربعوں پر قائم ہوتی ہے۔ جسے حکومت "چار پانچ لاکھ روپے کا مستقل سرمایہ" عطا کرتی ہے۔ جو "سولہ اور بیس ہزار سالانہ کے درمیان" آمدنی گورنمنٹ سے حاصل کرتی ہے جس کے لئے "چار یا پانچ لاکھ روپے" گویا گورنمنٹ بنک میں جمع کرا دیتی ہے۔ اس پر حکومت کے اتنے بڑے انعام واکرام کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔

کیا حکومت نے ۴۱ مربعے اشاعت اسلام کیلئے دیئے

کہا گیا ہے۔

"جن ضروریات کے لئے یہ اراضی حاصل کی گئی ہے۔ وہ اشاعت اسلام سے ہی تعلق رکھتی ہیں"

لیکن کیا حکومت کو "اشاعت اسلام" سے کوئی تعلق ہے۔ کیا حکومت نے لاکھوں روپے کی مستقل جائداد اس لئے عطا کی ہے کہ اس سے "اشاعت اسلام" کی جائے۔ اگر اس غرض سے حکومت نے غیر مبایعین کو ۴۱ مربعے عطا کئے ہیں۔ تو خواہ وہ "اشاعت اسلام" کریں یا نہ کریں۔ ان میں اس کی اہلیت ہو۔ یا نہ ہو۔ ہر مسلمان کے لئے بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہوگی۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ گورنمنٹ کی طرف سے اعلان ہو۔ اور گورنمنٹ صفائی کے ساتھ بیان کر دے۔ کہ چونکہ حکومت ہند اشاعت اسلام کو اپنا نہایت اہم اور ضروری فرض سمجھتی ہے۔ اور یہ فرض صرف غیر مبایعین کی "انجمن اشاعت اسلام" ہی سرانجام دے سکتی ہے۔ اس لئے حکومت ہند نے اس کے لئے اپنے سرکاری خزانہ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اور فی الحال اس انجمن کی "مستقل بنیاد" قائم کرنے کے لئے اسے "چار پانچ لاکھ روپے کا مستقل سرمایہ" عطا کر دیا ہے۔ تاکہ اس سے وُہ جلد سے جلد سارے ہندوستان میں "اشاعت اسلام" کا کام شروع کر دے۔ اور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ساری دنیا میں اسلام پھیلا دے۔

لیکن جب تک حکومت کی طرف سے اس قسم کا کوئی اعلان نہ ہو۔ اس وقت تک یہی کہنا پڑیگا۔ کہ غیر مبایعین کے حضرت امیر خواہ حکومت سے چار پانچ لاکھ کا مستقل سرمایہ حاصل کرنے کی کوئی وجہ پیش کریں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ حکومت نے یہ دریا دلی اپنی خدمات کے صلہ میں اور خاص اغراض اور مقاصد کی تکمیل کے لئے ہی دکھائی ہوگی۔ اور اسی حالت میں دکھائی ہوگی جبکہ اسے یقین دلایا گیا ہوگا۔ کہ چار پانچ لاکھ کا مستقل سرمایہ دے کر وُہ ایسے ہمدرد اور جاں نثار خرید سکیگی۔ جو کار خاص سرانجام دینے میں بے مثل ہونگے۔ اب غیر مبایعین کو چاہئے۔ یا تو وُہ گورنمنٹ کا کوئی ایسا اعلان دکھائیں جس میں اس نے "اشاعت اسلام" کے کام کو اپنا خاص فرض قرار دیا ہو۔ اور جس کے رُو سے انہیں اشاعت اسلام کے لئے چار پانچ لاکھ کا مستقل سرمایہ بخشا گیا ہو۔ یا پھر تسلیم کر لیں۔ کہ یہ انہیں ان کی خاص خدمات کے صلہ میں انعام عطا ہُوا ہے۔ اور یہ خاص خدمات وُہی ہیں جن کا الزام وُہ جماعت احمدیہ پر لگاتے رہے ہیں۔

غیر مبایعین کو خطابات

اسی سلسلہ میں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکومت نے سال نو کے خطابات دیتے وقت بھی غیر مبایعین کو فراموش نہیں کیا۔ اور ان کے تین اشخاص کو "خانصاحب" کے خطاب سے سرفراز کیا ہے۔ جن میں سے ایک تو ایسا ہے جو انکی انجمن "اشاعت اسلام" سے براہ راست تعلق رکھتا ہے۔ اس کا جنرل سکرٹری بننے کا شرف رکھتا ہے۔ اور اس کی انتظامی مشینری کا نہایت اہم اور ضروری پُرزہ ہے۔ یعنی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔

حکومت کے جاسوس کون ہیں

اب اس بات کا نہایت آسانی کے ساتھ فیصلہ ہو سکتا ہے کہ وُہ انجمن جسے گورنمنٹ کی طرف سے ۴۱ مربعے زمین یا چار پانچ لاکھ روپے کا مستقل سرمایہ عطا ہوتا ہے۔ اور جس کے جنرل سیکرٹری کو "خانصاحب" کا خطاب ملتا ہے۔ اس سے تعلق رکھنے والے گورنمنٹ کے محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی میں خدمات انجام دینا مذہبی فرائض میں سے ایک نہایت ہی مقدس فریضہ سمجھتے ہیں۔ یا قادیانی جماعت" جسے آج تک حکومت نے کبھی ایک انچ زمین بھی نہیں دی۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ غیر مبایعین کی اس "پُر معنی جدوجہد" میں جس کے نتیجہ میں انہیں گورنمنٹ کی طرف سے اتنی بڑی جائداد حاصل ہُوئی ہے۔ "بعض ایسی چیزیں نظر آ رہی ہیں۔ جو بہت سے شکوک وشبہات کا باعث قرار دی جا سکتی ہیں" بلکہ ان شکوک کو حقیقت کی شکل میں پیش کر رہی ہیں۔ یا جماعت احمدیہ کے متعلق کوئی معمولی سا شک وشبہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔

صلیب کے پرستار غیر مبایعین کے رازق

پھر یہ بھی پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ غیر مبایعین "صلیب کے پرستاروں کی محبت میں مرے جاتے ہیں۔ اور انہیں اپنا مالک ورازق سمجھکر محض دنیوی فوائد کی غرض سے کیا کیا عہد باندھ رہے ہیں" یا جماعت احمدیہ کے لوگ۔ کیا ہی مزے کی بات ہے۔ موجودہ حکومت کو صلیب کے پرستاروں کی حکومت قرار دے کر الزام تو یہ لگایا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے افراد "انہیں اپنا مالک رازق سمجھکر محض دنیوی فوائد کی غرض سے کیا کیا عہد باندھ رہے ہیں" حالانکہ اس کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ان کی اپنی حالت یہ ہے۔ کہ "صلیب کے پرستاروں" کی دہلیزوں پر ناک رگڑ رگڑ کر اور ماتھے گھسا گھسا کر ۴۱ مربعے زمین "خود حاصل کر کے انہیں اپنا مالک ورازق بناتے ہیں" اور محض دنیوی فوائد کے غرض سے نہ معلوم کیا کیا عہد باندھتے ہیں۔

غیر مبایعین کی انجمن کی مستقل بنیاد صلیب پرستوں نے قائم کی

غور فرمایئے۔ غیر مبایعین کی طرف سے جماعت احمدیہ پر جو سراسر جھوٹا الزام عائد کیا گیا۔ وہ خود کس صفائی کے ساتھ اس کے حرف حرف کے مصداق ثابت ہُوئے۔ اور پھر کس طرح صلیب کے پرستاروں کو اپنا مالک ورازق بنا کر خوشی میں پھولے نہیں سماتے۔ ان سے حاصل شدہ "دنیوی فوائد" کو اللہ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم الشان نعمت قرار دے رہے ہیں۔ ان کے بخشے ہوئے "رزق" کو اپنی انجمن کی مستقل بنیاد بنا رہے ہیں۔ اور ان کی عطا کی ہُوئی زمین کو "مستقل سرمایہ" ٹھہرا رہے ہیں۔ گویا اُس وقت تک کہ صلیب کے پرستاروں نے انہیں اکتالیس مربعے زمین "عطا نہ کی تھی۔ یہ توحید کے علمبردار اور اشاعت اسلام کے دعوے دار اپنی انجمن کی نہ تو کوئی "مستقل بنیاد" قائم کر سکے۔ اور نہ انہیں "مستقل سرمایہ جمع" کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ اب جبکہ صلیب پرستوں کو انہوں نے اپنا مالک ورازق ٹھہرایا۔ اور محض دنیوی فوائد کی غرض سے ان کے ساتھ کئی قسم کے عہد باندھے۔ تو انہوں نے "انجمن کے لئے یہ مستقل سرمایہ حاصل کر لیا جس کا اندازہ چار پانچ لاکھ روپے ہے"

مگر اسی عینہٖ سے جس سے صلیب کے پرستاروں کو اپنا مالک ورازق سمجھنا اور ان سے دنیوی فوائد حاصل کرنا بہت بڑا گناہ اور ناقابل معافی جرم قرار دے چکے ہیں یہ کہا جا رہا ہے کہ "اس سے بڑھکر فضل اور کیا ہو سکتا ہے" گویا اب جبکہ ۴۱ مربعے زمین حاصل ہو گئی۔ جو "چار پانچ لاکھ روپے بنک میں جمع ہونے کے مساوی ہے"۔ تو صلیب کے پرستاروں سے دنیوی فوائد حاصل کرنا سب سے بڑھکر فضل بن گیا۔

غیر مبایعین نے حکومت کی خوشنودی حاصل کر لی

آج کل کسی پر حکومت کے خوش ہونے کی دو ہی بڑی علامتیں سمجھی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ حکومت مربعے عطا کر دے۔ اور دوسری

یہ کہ خطاب دے۔ ان دونوں کے مورد غیر مبایعین بن چکے ہیں
ایک نہ دو بلکہ اکٹھے اکتالیس مربعے حکومت نے انہیں بخشے ہیں
اور ان چند افراد کی چھوٹی سی پارٹی میں سے تین کو خطابات سے
سرفراز کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ حکومت نے ان کے متعلق
اپنی خوشنودی کا پورا پورا ثبوت دے دیا ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہئے
کہ یہ خوشنودی حاصل کس طرح ہوئی۔ اس کے لئے غیر مبایعین کا اپنا
ہی بیان سن لینا چاہئیے۔ جو یہ ہے۔ کہ

"کار خاص کے فرائض دین و دہرم سمجھ کر ادا کرنے کے بعد
بھی حکومت خوش نہ ہوگی۔ تو پھر کب ہوگی" (پیغام ۱۲ دسمبر ۳۰ء)

گویا غیر مبایعین نے مع "حضرت امیر" کار خاص کے
فرائض دین و دہرم سمجھ کر ادا کئے۔ اس وجہ سے بالفاظ ان کے حکومت
ان پر خوش ہو گئی۔ اور اپنی خوشی کا اظہار اس نے مربعے اور خطابات
دے کر کیا۔ کیونکہ اس صورت میں بھی وہ خوش نہ ہوتی۔ تو
پھر کب ہوتی۔

غیر مبایعین کو مبارکباد

ہم غیر مبایعین کو کار خاص کے فرائض دین و دہرم سمجھ
کر ادا کر کے حکومت کی خوشنودی حاصل کر لینے پر مبارکباد کہتے
ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ وہ کار خاص کے فرائض بیش از بیش
سرگرمی سے ادا کرنے میں مصروف رہیں گے۔ تاکہ ایک طرف
تو ان کی انجمن کی مستقل بنیاد استوار ہوتی چلی جائے۔ اور دوسری طرف ان کے
مستقل مربعوں میں اضافہ ہوتا رہے۔ اس طرح ان کی وہ ضروریات جو اشاعت اسلام
سے تعلق رکھتی ہیں۔ احسن طور پر پوری ہوتی رہیں گی ؛

غیر مبایعین خدا تعالیٰ کی گرفت میں

پیشتر اس کے کہ ہم یہ مضمون ختم کریں۔ ناظرین کرام کی
توجہ خدا تعالیٰ کی اس گرفت کی طرف دلانا ضروری سمجھتے ہیں
جس میں غیر مبایعین خود اپنے افعال اور اپنے بیانات سے آ
چکے ہیں۔ انہوں نے ملک کی بگڑی ہوئی فضا کو دیکھ کر چاہا کہ
جماعت احمدیہ کے افراد پر گورنمنٹ کے جاسوس اور کار خاص
انجام دینے کے سراپا غلط الزامات لگا کر فتنہ پیدا کریں۔ اور
گورنمنٹ کے خلاف مشتعل لوگوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف بھی
اشتعال دلائیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے
کہ جو الزامات یہ لوگ جماعت احمدیہ پر لگاتے تھے۔ ان کے خود
مصداق ثابت ہو گئے۔ اور ان کا بیان کردہ ایک ایک لفظ
خود ان پر چسپاں ہو گیا۔ اگر یہ لوگ جماعت احمدیہ پر گورنمنٹ
کی جاسوسی اور کار خاص کے جھوٹے اتہام نہ لگاتے تو آج اس
بلا میں نہ مبتلا ہوتے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے لئے جو
کانٹے بوئے وہ ان کے اپنے آگے آئے۔ انہوں نے گورنمنٹ
سے انعام اور خطاب حاصل کر کے ثابت کر دیا۔ کہ گورنمنٹ کے
جاسوس اور کار خاص کرنے والے ایسے ہوتے ہیں ؛

خاتم النبیین کی حقیقت

اس زمانہ میں خاتم النبیین کے الفاظ بحث مباحثہ کا موضوع
بنے ہوئے ہیں۔ ایک فریق کہتا ہے۔ بعض حدیثوں میں چونکہ لا نبی
بعدی۔ اخر الانبیاء اور ختم بی النبوۃ وغیرہ الفاظ آئے ہیں۔ نیز
آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر تکمیل دین اور اتمام نعمت ہو چکی ہے۔ اس لئے خاتم النبیین کا مفہوم
یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت بند ہے۔ اب
کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا۔ لیکن دوسرا فریق کہتا ہے۔ خاتم النبیین
کا مفہوم یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کی مہر
ہیں۔ اور جامع جمیع کمالات نبوت ہیں۔ اس لئے آپ کی مہر اور تصدیق
سے آپ کی شاگردی میں اور آپ کے فیض اور واسطے سے آپ کے
بعد بھی دروازہ نبوت کھلا ہے۔ اور اب بھی کوئی امتی نبی اور رسول
ہو سکتا ہے۔ مگر بغیر جدید کتاب اور بغیر جدید شریعت کے۔

اس میں شک نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تکمیل
دین اور اتمام نعمت ہو چکی ہے۔ لیکن پھر بھی آیت ھو الذی ارسل
رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ
کے مطابق تمام ادیان پر اسلام کا غلبہ ظاہر کرنے کے لئے یعنی
تکمیل اشاعت اسلام کے لئے مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی
ضرورت تسلیم کی گئی ہے۔ اور اسے اسی آیت میں رسول قرار دیا گیا
ہے۔ اور اکثر مفسرین کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ یہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ
والسلام کے بارے میں ہے۔ پھر آیت رسلاً مبشرین و
منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ
بعد الرسل (النساء ۱۶۶ پ۶) کے مطابق اتمام حجت کے لئے بھی
رسولوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر تکمیل دین اور اتمام نعمت قرآن کریم جیسی مکمل کتاب اور شریعت
کے ذریعہ ہوئی۔ مگر قرآن کریم آسمانی تیز تلوار ہے۔ جس کے چلانے
کے واسطے جری اللہ فی حلل الانبیاء کی ضرورت ہے۔ پھر اگر اتمام نعمت
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں نعمتوں کا
دروازہ بند نہیں۔ تو تکمیل دین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بعد اشاعت اسلام اظہار غلبہ اسلام اور اتمام حجت کا دروازہ
کیسے بند ہو سکتا ہے۔

پھر خاتم النبیین میں حرف تا مکسور نہیں اس لئے خاتم بروزن
فاعل نہیں جس کے معنی ختم کرنے کے ہیں۔ بلکہ تا مفتوح ہے۔ اور
لفظ خاتَم ہے۔ جس کے معنے عربی لغت میں مہر کے ہیں اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتماً من فضۃ یعنی چاندی
کی مہر بنوائی تھی۔ تا اسے بعض خطوط پر تصدیق کی غرض سے استعمال
کریں۔ چنانچہ وہ مہر اسی غرض کو پورا کرتی رہی۔ پھر یہ لفظ قرآن
کریم میں مختلف صورتوں میں چھ سات دفعہ آیا ہے۔ اور ہر موقعہ
میں مہر کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس تنازعہ سے پہلے کے
اکثر ترجموں میں زیر آیت خاتم النبیین "نبیوں کی مہر" ترجمہ لکھا ہوا ہے۔

خود حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اس کا
مفہوم سمجھا۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ کہ آپ نے حضرت علیؓ کو خاتم الاولیاء
اور حضرت عباسؓ کو خاتم المہاجرین کا خطاب عطا فرمایا۔ اور پھر
آیت خاتم النبیین کے نزول کے بعد آپ نے صاحبزادہ حضرت ابراہیم
کی وفات پر لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً فرما کر امکان
اجراء نبوت فی خیر امت کی تصدیق کر دی۔ پھر ان مسجدی
آخر المساجد فرما کر انی آخر الانبیاء کے معنی خود کھول کر بیان کر دیئے۔
اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لم یبق من النبوۃ الا
المبشرات کی تعلیم دے کر حدیث لا نبی بعدی کے معنے خود ہی
سمجھا دیئے۔ کہ میرے بعد اقسام نبوت میں سے صرف مبشرات
والی نبوت باقی ہے۔ البتہ تشریعی نبوت میرے بعد نہیں ہوگی۔
چنانچہ قرآن کریم اس حدیث کی صحت کا مصدق ہے۔ جیسا کہ فرمایا
وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین (الانعام پ۷)
اسی قسم کی ایک آیت اوپر بھی گذر چکی ہے کہ اتمام حجت کے لئے مبشرین
اور منذرین رسول بھیجے جاتے ہیں۔ پھر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہی امت میں سے آخری زمانہ میں نزول
ابن مریم نبی اللہ کی بشارت دے کر خاتم النبیین کے مفہوم کو
روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا ہے۔ اس حدیث کی صحت کا ذمہ دار
بھی قرآن کریم ہی ہے۔ جیسا کہ سورہ تحریم کے آخری رکوع میں
بعض افراد امت کا مثیل ابن مریم ہو جانا پایا جاتا ہے۔ پھر سورہ جمعہ
کے پہلے رکوع میں حسب منطوق آیت و آخرین منھم لما
یلحقوا بھم آخری زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بروز کامل اور نبی اور رسول کے ظہور کا وعدہ ہے۔ اور آنحضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے صحابی حضرت سلمان فارسیؓ
کی نسل میں سے ہونا بیان کر دیا۔ بخاری کتاب التفسیر زیر آیت مذکور
کھول کر دیکھ لو۔ غرضیکہ خاتم النبیین نے اپنے بعد آنے والے موعود
کو اپنی مہر سے نبی اللہ اور رسول اللہ قرار دیا ہوا ہے۔

علاوہ ازیں قرآن کریم کی دیگر کم از کم بیس آیتوں سے قطعی
طور پر ثابت ہے۔ کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بعد حضور کی اتباع سے اس خیر امت میں نبی اور رسول ہو سکتے ہیں
جو کہ خادم ختم المرسلین ہوں۔ از انجملہ ایک آیت منعم علیہم گروہ
کی نسبت سورۃ النساء میں ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ ومن یطع اللہ
والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من
النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین (النساء پ۵)
اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ ختم المرسلین کے خادموں میں جب ان

صالحین اور شہداء اور صدیقین ہو سکتے ہیں۔ وہاں اسی زمرہ میں نبی بھی داخل ہیں۔ کیونکہ ان سب گروہوں کا ایک ہی جگہ یکساں طور پر بیان ہوا ہے ؂

پھر ایک حدیث حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور ؐ تبع المرسلین بھی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔ انا سید الاولین والاٰخرین من النبیین یعنے میں اپنے سے پہلے اور بعد کے تمام نبیوں کا سردار ہوں۔ یہ بعد کے نبی خادم ختم المرسلین ہی ہونگے۔

غرضیکہ ان سب حدیثوں اور آیتوں سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد نہ کوئی صالح ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی شہید اور نہ کوئی صدیق۔ اور اسی طرح نہ کوئی نبی اور رسول ہو سکتا ہے۔ تاوقتیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری کا جوا اپنی گردن پر نہ رکھے۔ یہ وہ عالی مرتبہ ہے جس پر کسی دوسرے نبی اور رسول کا گذر نہیں ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب نبی اور رسول براہ راست اور مستقل نبی اور رسول ہوا کرتے تھے۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد صرف ظلی اور بروزی نبی اور رسول ہو سکتے ہیں۔ اسی واسطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ ؎

ہست او خیر الرسل خیر الانام ؂ ہر نبوت را بروشد اختتام
آں خراب معرفت داوش خدا ؂ کز شراب عشق خیرہ شد ہر فرقے
شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم ؂ جوہر انساں کہ بود آں معنے
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال ؂ لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

خلاصہ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنے نبیوں کی مہر کے ہیں۔ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے نبی بن سکتے ہیں۔ اور یہ معنے ایسے ہیں۔ جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑھتی ہے۔ لیکن اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد نبوۃ جیسی نعمت بند ہو جائے۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ایک نبی اور رسول بھی نہ ہو۔ تو اس سے تو آپ کی شان گھٹتی ہے۔ پھر خاتم النبیین مقام مدح میں استعمال نہ ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس ہوا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

پس خاتم النبیین کی مہر سے نبوت جاری ہے اور آنحضور کی شان نبیوں میں ایسی ہے جیسے کہ شہنشاہ کی شان بادشاہوں میں۔ گویا خاتم النبیین کے معنے بادشاہوں کا بادشاہ ہوئے۔ ملاحظہ ہو حکا شعنہ ۱۲/۱۲

خاکسار غلام احمد خان ایڈووکیٹ پاکپٹن

حصہ وصیت کی زندگی میں ادائیگی

ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء میں جن موصیوں نے ایثار کر کے اپنی اپنی وصیت کا کل روپیہ یا اس کا کوئی جزو داخل کیا ہے ان کے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ اور دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان سب کی قربانی قبول فرمائے۔ اور باقی احباب کو بھی توفیق دے۔ کہ وہ اپنی زندگی میں حصہ وصیت داخل کر سکیں۔ تا کہ اشاعت اسلام کا جو کام اللہ تعالےٰ نے ہمارے ذریعہ جاری کیا ہے وہ ترقی کر سکے۔

(۱) حافظ غلام محمد صاحب دھیر کے کلاں۔ ؎ (۱)

(۲) چودہری علی بخش صاحب جٹ باجوہ چک ۳۳ سرگودھا۔ عہ ۵۵/ جزو

(۳) مساۃ عائشہ بی بی صاحبہ زوجہ چودہری علی شیر صاحب چک ۳۳ سرگودھا عہ جزو

(۴) دولت خان صاحب۔ عہ جزو ؂

(۵) بابو سراج دین صاحب اسٹیشن ماسٹر باچورا۔ عہ جزو ؂

(۶) میاں کرم الدین صاحب چکوال۔ عہ جزو ؂

(۷) چوہدری جلال الدین صاحب سدو کی ضلع گجرات عہ جزو

(۸) محمد یامین عبد اللہ میاں نور الدین صاحبان ساکن بستی دیوا سنگھ ضلع ملتان۔ عہ جزو ؂

(۹) مساۃ غلام فاطمہ صاحبہ کانگڑہ۔ ۱۲/ جزو ؂

(۱۰) کلثوم اہلیہ عبد العزیز صاحب۔ عہ جزو

سیکرٹری مجلس مقبرہ بہشتی قادیان ؂

کھلی چٹھی
بنام
جناب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

آپ نے اپنے رسالہ تاریخ مرزا میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں رسالہ انجام آتھم میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں۔ کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہ کرونگا۔ درج کر کے ان کے متعلق لکھا ہے۔ "محض جھوٹ۔ مرزا صاحب کا کوئی مرید ثابت کر دے۔ تو ایک ہزار روپیہ انعام ہے۔" (صفحہ حاشیہ)

میں آپ کے اس انعامی چیلنج کو منظور کرتا ہوں۔ آپ حسب قاعدہ انعامی رقم امین مسلمہ فریقین کے پاس جمع کرائیں اور تصفیہ کے لئے بھی اپنی تجویز سے آگاہ کریں۔ ماہ دسمبر ۱۹۳۰ء مباحثہ موہنگ ضلع گجرات میں بھی میں آپ سے یہ مطالبہ کر چکا ہوں۔

جماعت احمدیہ سرگودہا کے جلسہ کی قرار دادیں

انجمن احمدیہ سرگودہا کے ایک جلسہ عام میں جو ۳۰ دسمبر منعقد ہوا۔ حسب ذیل قرار دادیں باتفاق رائے منظور کی گئیں:۔

۱۔ یہ انجمن نہایت زور کے ساتھ اس غیر وفادارانہ کارروائی کے خلاف اظہار نفرت کرتی ہے۔ جو ہر دان کے بری کوشش سے گورنر صاحب پنجاب پر قاتلانہ حملہ کی صورت میں ۲۳ دسمبر ۱۹۳۰ء کو یونیورسٹی ہال لاہور میں کی۔

۲۔ یہ انجمن ہز ایکسیلنسی گورنر آف پنجاب سے مخلصانہ ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ نیز ان اصحاب سے بھی جو اس حادثہ میں زخمی ہوئے۔

۳۔ ان قرار دادوں کی نقول پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ہز ایکسیلنسی گورنر آف پنجاب اور اخبارات کو بھیجی جائیں ؂

خاکسار حافظ عبد العلی۔ بی۔ اے سیکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ سرگودہا

بدعت تعزیہ
اور
مساجد کے آگے باجہ بجانے کے متعلق اظہار خیال

مندرجہ بالا نام کے دو رسالے جناب شیخ محمد جہانگیر میاں صاحب والئے ریاست منگرول کاٹھیاواڑ کے تصنیف کردہ اظہار رائے کے لئے ہمارے پاس پہونچے ہیں جنہیں دیکھ کر اس وجہ سے خوشی ہوئی۔ کہ ایک والئے ریاست عام مسلمانوں کی اصلاح کے لئے اپنے دل میں درد رکھتا۔ اور اپنے خیال کے مطابق اس کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ پہلے رسالہ میں عمدگی کے ساتھ تعزیہ کی بدعت کا ذکر کیا گیا۔ اور مسلمانوں کو اس سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ دوسرے رسالہ میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ مساجد کے پاس سے اگر برادران وطن باجا بجاتے ہوئے گذریں۔ تو مسلمانوں کو برا نہ منانا چاہئے۔ بے شک مسلمانوں کو رواداری سے کام لینا چاہئے۔ لیکن اس کے لئے باجا بجانے والوں کو بھی یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ وہ خواہ مخواہ نماز کے اوقات میں مساجد کے پاس کھڑے ہو کر محض مسلمانوں کو چڑانے کے لئے باجا نہ بجائیں۔ اس کے لئے دونوں طرف سے رواداری پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ دونوں رسالے مفت پرائیویٹ سیکرٹری صاحب والئے ریاست منگرول سے مل سکتے ہیں ؂

ہندوستان کے اندر ایک اسلامی ہندوستان

سر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے اپنے مسلم لیگ کے خطبہ صدارت میں مندرجہ بالا موضوع پر جن خیالات کا اظہار کیا۔ اور جن کی وجہ سے تمام ہندوؤں میں آگ لگ گئی ہے۔ حسب ذیل ہیں:-

ہندوستان جیسے ملک میں ہم آہنگ اور متحدہ قومیت پیدا کرنے کے لئے فرقہ پرستی اپنی بلند تر حیثیت میں بالکل ضروری اور ناگزیر ہے۔ ہندوستان ایسے انسانی گروہوں کا ایک براعظم ہے جن کی نسلیں مختلف۔ زبانیں مختلف اور مذاہب مختلف ہیں۔ ان کے اعمال و اطوار ایک مشترک نسلی شعور کے ماتحت معین نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ ہندو بھی کوئی متحد قوم نہیں ہیں۔ جب تک ہم فرقہ وار گروہوں کی حقیقت کو تسلیم نہ کریں۔ ہندوستان پر یورپین جمہوریت کے اصول کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا مسلمانوں کا یہ مطالبہ بالکل حق بجانب ہے۔ کہ انہیں ہندوستان کے اندر ایک اسلامی ہند کے قیام کا موقع ملنا چاہئیے۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی قرارداد دہلی میرے نزدیک صرف اسی ہم آہنگ قومیت کے اعلیٰ نصب العین کا نتیجہ ہے۔ جو اپنے اجزا کی علیحدہ علیحدہ انفرادیت کو تباہ برباد کر دینے کی بجائے انہیں موقع دیتی ہے۔ کہ وہ اپنے ممکنات مضمر کو پوری طرح عمل میں لے آئیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ لیگ کا یہ اجلاس مسلمانوں کے ان مطالبات کی پر زور تائید کرے گا۔ جو مذکورہ قرارداد میں بیان کئے گئے ہیں۔ ذاتی طور پر تو میں ان مطالبات سے بھی ایک قدم آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ پنجاب صوبہ سرحد۔ شمال مغربی سندھ۔ اور بلوچستان کو ملا کر ایک واحد سلطنت قائم کی جائے۔ حکومت خود اختیاری قلمرو برطانیہ کے اندر رہ کر ملے یا باہر رہ کر۔ مجھے تو ایک مضبوط و منظم شمالی و مغربی اسلامی سلطنت کم از کم شمالی و مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کی آخری تقدیر معلوم ہوتی ہے۔ یہ تجویز نہرو کمیٹی کے سامنے پیش کی گئی تھی۔ لیکن کمیٹی نے اس کو اس بنیاد پر رد کر دیا۔ کہ اگر اس قسم کی ایک سلطنت قائم کر دی جائے۔ تو اس کی وسعت گونا گونی کے باعث اس کا انتظام کرنا بہت مشکل ہوگا۔ جہاں تک رقبہ کا تعلق ہے۔ کمیٹی کی یہ رائے صحیح ہے۔ لیکن اگر آبادی کو پیش نظر رکھا جائے۔ تو مجوزہ اسلامی سلطنت ہندوستان کے بعض صوبوں کے مقابلے میں بہت چھوٹی ہوگی۔ اگر قسمت انبالہ اس میں سے نکال دی جائے۔ تو اس کی وسعت کم ہو جائے گی۔ اور وہ آبادی کے اعتبار سے زیادہ بہتر اسلامی سلطنت بن جائے گی۔ قسمت انبالہ کو اور بعض ان اضلاع کے خارج کر دینے سے جن میں ہندوؤں کی آبادی بہت زیادہ ہے اس متحدہ اسلامی سلطنت میں یہ مزید قابلیت پیدا ہو جائیگی کہ وہ اپنے رقبہ کے اندر غیر مسلم اقلیتوں کی موثر حفاظت کر سکے۔ اس خیال کو سن کر نہ ہندوؤں کو پریشان ہونا چاہیئے۔ نہ انگریزوں کو برا ماننا چاہیئے۔ ہندوستان دنیا بھر میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ایک خاص تمدنی قوت کے اعتبار سے اس ملک میں اسلام کی زندگی اسی پر منحصر ہے۔ کہ اسے خاص علاقے میں ایک مرکز پر جمع کر دیا جائے۔ مسلمانان ہند کا وہ زندہ اور جاندار طبقہ جس کی فوج اور پولیس کی خدمات ہی نے اس ملک میں برطانوی حکومت کو ممکن بنا دیا ہے۔ حالانکہ انگریز نے ان لوگوں سے ہمیشہ غیر منصفانہ سلوک کیا ہے۔ ہندوستان ہی نہیں۔ بلکہ ایشیا بھر کے سیاسی مسائل کے حل کرنے کا باعث ہوگا۔ اس سے مسلمانوں میں جو ذمہ داری بڑھیگی اور ان کا جذبہ حب وطن عمیق تر ہوتا چلا جائے گا۔ اگر شمالی اور مغربی ہندوستانی مسلمانوں کو ہندوستان ہی کے اندر رہ کر نشو و ارتقا کا پورا موقعہ بہم پہنچایا جائے۔ تو مسلمان بیرونی حملہ کے مقابلہ میں خواہ وہ خیالات کا حملہ ہو یا سنگینوں کا ہو۔ ہندوستان کی بہترین حفاظت کر سکیں گے۔ پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی چھپن فی صدی ہے لیکن ہندوستانی فوج کے تمام مصافی حصوں میں مسلمان چون فی صدی سپاہی مہیا کرتے ہیں۔ اگر وہ انیس ہزار گورکھے علیحدہ کر دئے جائیں۔ جو نیپال کی آزاد ریاست سے بھرتی کئے جاتے ہیں۔ تو پنجابیوں کی یہ تعداد ساری ہندوستانی فوج میں ۶۲ فی صدی ہوتی ہے۔ لیکن اس فی صدی میں وہ چھ ہزار سپاہی شامل نہیں ہیں۔ جو صوبہ سرحد اور بلوچستان سے ہندوستانی فوج میں بھرتی ہوتے ہیں۔ اس سے آپ باآسانی اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو غیر ملکی جبر و دستی سے محفوظ رکھنے کے لئے شمالی اور مغربی ہندوستانی مسلمانوں میں کس قدر ممکنات موجود ہیں۔ رائٹ آنریبل مسٹر سری نواس شاستری کا خیال یہ ہے کہ مسلمان شمالی و مغربی سرحد کے قریب آزاد اسلامی سلطنتوں کا مطالبہ اس غرض سے کر رہے ہیں۔ کہ بوقت ضرورت حکومت ہند پر دباؤ ڈالنے کا ایک ذریعہ ان کے ہاتھ آ جائے۔ میں مسٹر شاستری کو واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کے مطالبہ کی وہ وجہ نہیں ہے جس کا الزام وہ مسلمانوں پر عائد کر رہے ہیں۔ بلکہ اس کی حقیقی وجہ آزادانہ نشو و ارتقاء کی خواہش ہے۔ جو اس قسم کے وحدتی نظام حکومت میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جس کے قیام کے لئے قومیت پرست ہندو سیاست دان اس غرض سے کوشاں ہیں۔ کہ انہیں تمام ہندوستان میں مستقل فرقہ دار اقتدار حاصل ہو جائے۔ ہندوؤں کو بھی یہ خطرہ لاحق نہ ہونا چاہیئے۔ کہ آزاد مسلمان سلطنتوں کی تخلیق سے ان سلطنتوں میں ایک قسم کی مذہبی حکومت قائم ہو جائیگی۔
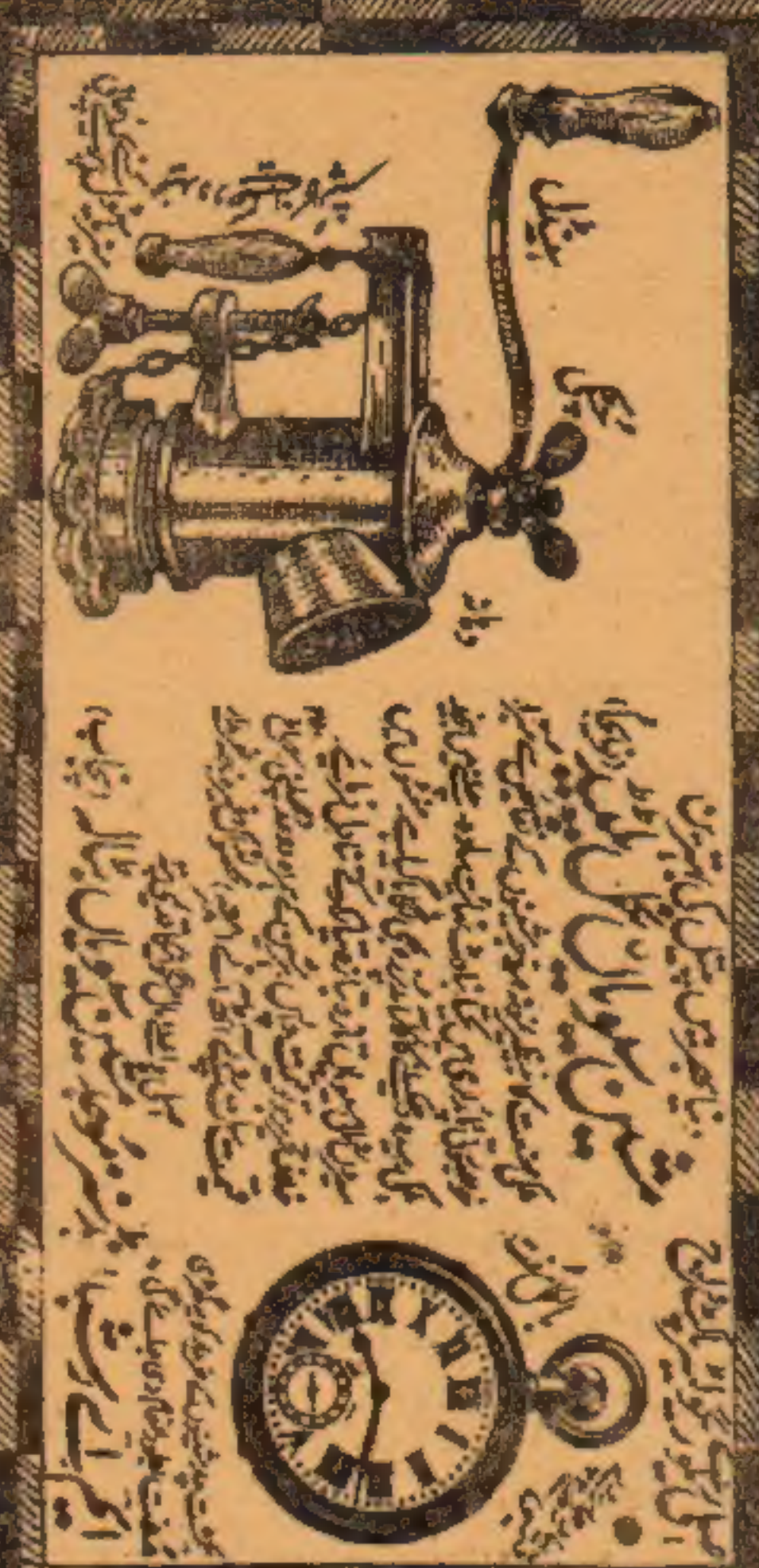
اسلام ایک کلیسا (مذہبی نظام) نہیں۔ بلکہ ایک سلطنت ہے جس کا تصور ایک متحدہ نظام کی حیثیت سے اس وقت قائم ہوا تھا۔ جب کہ روسو ابھی عالم وجود میں بھی نہ آیا تھا۔ اس نظام کی بنیاد ایک ایسے اخلاقی نصب العین پر رکھی گئی تھی۔ جس کے نزدیک انسان کی ہستی پودوں اور درختوں کی طرح کسی خاص حصہ زمین سے وابستہ نہیں۔ بلکہ وہ ایک روحانی ہستی ہے۔ جس کا تعین اجتماعی ترکیب کی اصطلاح سے کیا جاتا ہے۔ اور جسے اس ترکیب میں ایک زندہ جز کی حیثیت سے حقوق و فرائض حاصل ہیں۔ اسلامی سلطنت کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے ٹائمز آف انڈیا کا مقالہ افتتاحیہ پڑھنا چاہیئے جو جریدہ مذکور نے آج سے کچھ مدت پیشتر انڈین بنکنگ انکوائری کمیٹی پر لکھا تھا۔ ٹائمز لکھتا ہے۔ کہ قدیم ہندوستان میں سلطنت شرح سود کی تحدید کیلئے قوانین نافذ کیا کرتی تھی۔ لیکن جب اس ملک میں اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ تو اس نے شرح سود پر کسی قسم کی پابندی عائد کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ حالانکہ اسلام میں قرضہ پر سود لینا واضح طور پر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا امر اصلاح یہ ہے۔ کہ ہندوستان اور اسلام کی فلاح و بہبود کے لئے ایک متحدہ و منظم اسلامی سلطنت کا قیام بے حد ضروری ہے۔ ہندوستان کے لئے یہ سلطنت حفاظت و امن کی ضامن ہوگی۔ کیونکہ اس سے اندرون ملک میں توازن طاقت قائم ہوگا۔ اور اسلام کو موقع ملیگا۔ کہ عربی ملوکیت کے بعض ناگزیر اثرات سے مخلصی حاصل کر سکے۔ اپنے شرائع اپنی تعلیم اور اپنی کلچر کے قوا کی تنظیم کر سکے۔ اور انہیں اسلام کی حقیقی روح اور عصر حاضر کی ضروریات سے قریب تر لا سکے۔

اس سے یہ حقیقت واضح ہو گئی ہوگی۔ کہ ہندوستان جیسے ملک میں جس کے مختلف اجزا آب و ہوا نسل و زبان۔ مذہب اور تمدن کے اعتبار سے الگ الگ ہیں کبھی مستقل اور پائیدار نظام میں دستوری کے قیام کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ کہ زبان نسل تاریخ مذہب اور مفاد اقتصادی کے اشتراک کی بنا پر خود مختار سلطنتیں اور ریاستیں قائم کی جائیں سائمن رپورٹ نے نظام ترکیبی کا جو تصور قائم کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مرکزی مجلس وضع قوانین انتخاب عوام سے مرتب نہ کی جائے۔ بلکہ وہ نظام ترکیبی (فیڈریشن) کے مختلف اجزا کے نمائندوں کی مجلس ہو۔

سائمن رپورٹ نے علاقوں کی جدید تقسیم کا مطالبہ انہی اصول پر کیا ہے۔ جنہیں میں واضح کر چکا ہوں۔ رپورٹ نے دونوں تجویزوں کی سفارش کی ہے میں اس معاملے میں اس کی پوری پوری تائید کرتا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ صوبوں کی نئی تقسیم کے ساتھ دو شرائط ضرور پوری ہونی چاہئیں۔ اول یہ کہ یہ تقسیم جدید دستور کے نفاذ سے پہلے ہو جانی چاہئے۔ اور دوسرے اس کی نوعیت ایسی ہونی چاہئے کہ اس سے فرقہ وار مسئلہ کا آخری حل ہو جائے۔ اگر صحیح طریق پر صوبوں کی جدید تقسیم عمل میں آ گئی۔ تو ہندوستان کے آئینی مباحث میں سے جداگانہ اور مخلوط انتخاب کا مسئلہ خود بخود معدوم ہو جائے گا۔ کیونکہ صوبجات کی موجودہ ترکیب ہی موجودہ مناقشت کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

اگر آپ انگریزی میں لائق بننا چاہتے ہیں

یا اپنے بچوں کو لائق بنانا چاہتے ہیں

تو آج ہی ایک کارڈ لکھ کر کتاب جدید انگلش ٹیچر منگوا لیجیے۔ یہ کتاب انگریزی گرامر گفتگو، ترجمہ اور خط وکتابت وغیرہ میں بہت جلد لائق بنا دے گی۔ اور امتحان میں کامیاب ہونے کا یقین کامل دلا دے گی۔ دیکھئے جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج حصار کیا فرماتے ہیں: میں نے جدید انگلش ٹیچر کو بچوں کے لئے نہایت ہی مفید پایا ہے۔ براہ کرم دو اور کتابیں بھیج کر ممنون فرمائیں۔ ایس۔ گوپال سنگھ صاحب سلطانونڈ ضلع امرتسر میں انگریزی میں بہت کمزور تھا۔ لیکن جدید انگلش ٹیچر کے طفیل انگریزی گرامر بہت اچھی طرح سیکھ گیا ہوں اور امید کرتا ہوں۔ کہ امتحان انٹرنس میں ضرور پاس ہو جاؤنگا۔" اگر یہ کتاب ایک لائق استاد کی طرح انگریزی نہ سکھائے تو کل قیمت واپس لیں:۔ صفحہ ۳۰۴ دوسرا ایڈیشن۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک

قمر برادرز (الف) شملہ

رشتہ کی ضرورت

ایک احمدی نوجوان راجپوت بر سر روزگار متوطن ضلع گورداسپور کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ خواہشمند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔

محمود احمد قریشی احمدی سپرنٹنڈنٹ جرائم پیشہ اقوام سٹلمنٹ محمود آباد خانیوال

کلرکوں کی بھرتی کے لئے مقابلہ کا امتحان

یہ امتحان ۱۷ فروری ۱۹۳۱ء کو نیو دہلی میں مفصلہ ذیل دفاتر کے لئے ہوگا:۔

(۱) دی اکونٹنٹ جنرل سنٹرل ریونیوز۔ (۲) دی اکونٹنٹ جنرل پوسٹس اینڈ ٹیلیگرافس دہلی۔ (۳) دی ڈپٹی اکونٹنٹ جنرل پوسٹس اینڈ ٹیلیگرافس دہلی۔ (۴) دی سپیشل اینڈ اکونٹس آفیسر دی سول ایڈمنسٹریشن نئی دہلی۔ (۵) دی پے اینڈ اکونٹس آفیسر سیکرٹریٹ نئی دہلی۔ (۶) دی سنٹرل اکونٹس آفیسر پی۔ ڈبلیو ڈی نیو دہلی۔ امیدوار کم از کم انٹرنس پاس ہوں۔ اور اضلاع متحدہ یا پنجاب کے رہنے والے ہوں۔ اور عمر ۱۷ فروری ۱۹۳۱ء کو ۲۴ سال سے زیادہ نہ ہو۔ درخواستیں امیدوار اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجیں۔ اور ۲۱ جنوری ۱۹۳۱ء تک مندرجہ بالا پتوں پر درخواستیں بھیج جائیں۔ زیادہ وضاحت کیلئے مندرجہ ذیل پتہ سے قواعد منگوائیں:۔

اکونٹنٹ جنرل سنٹرل ریونیوز۔ نیو دہلی۔
نظارت امور عامہ قادیان

پتہ یاد رکھئے

ڈاکٹر محمد حسن احمدی۔ ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایس ڈاک خانہ بیگم اکبر پور کانپور:۔ اس لئے کہ بیماریوں کا علاج ہومیوپیتھک دواؤں سے بذریعہ خط وکتابت کیا جاتا ہے۔ دوائیں امریکہ وجرمنی کی مجربات۔ زود اثر۔ خوش ذائقہ۔ کم قیمت اور سخت سے سخت بیماریوں میں فائدہ دینے والی ہیں۔ ہر ایک مردانہ وزنانہ ظاہر وپوشیدہ بیماری کے لئے پورا حال تحریر فرمائیے۔ بائیوکیمک اصلی جرمنی کی مہر شدہ دوائیں طلب فرمائیں۔ خط وکتابت سے ہومیوپیتھک سیکھنے کے لئے بھی احباب جوابی کارڈ بھیج کر دریافت کر سکتے ہیں:۔

بے روزگاروں کو مژدہ

اگر آپ خوش حال ہونا چاہتے ہو۔ تو کٹ پیس یا امریکن گرم کوٹ کی پر منافع تجارت کرائیں۔ یا اپنی بیوی سے گھر بیٹھے کرائیں دھوکہ سے بچو نرخ طلب کرو:۔

بزنس ہوم لمیٹڈ فورٹ بمبئی

ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل

اس نام سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال میں جو اہم تصنیف فرمائی ہے۔ اور جس میں مسلمانان ہند کے سیاسی حقوق کے متعلق زبردست دلائل پیش کئے ہیں۔ اردو میں چھپ کر شائع ہو گئی ہے۔ حجم اڑھائی سو صفحہ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے نوٹس

ڈیک اینڈ ٹکٹ بند

پبلک کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ڈیک اینڈ واپسی ٹکٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے پر ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء سے بند کر دئے جائیں گے۔ ایجنٹ

این۔ ڈبلیو۔ آر ہیڈ کوارٹرز آفس
لاہور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن۔ ۸ر جنوری۔ مولانا محمد علی نے وصیت کی تھی۔ کہ میری نعش بیت المقدس میں مسجد عمرؓ کے احاطہ کے اندر دفن کی جائے۔ مرحوم کی اس وصیت سے اطلاع پا کر بیت المقدس کے مفتی اعظم نے ایک پیغام میں ظاہر کیا ہے کہ بیت المقدس میں مولانا کی نعش کا دفن کیا جانا یہاں کے مسلمانوں کے لئے موجب افتخار ہوگا۔

—— بمبئی۔ ۹ر جنوری۔ انجمن اقوام کے شعبہ اقتصادیات کے ناظر سر آرتھر سالٹر آج صبح یہاں وارد ہوئے۔ نمائندہ اخبار سے آپ نے کہا۔ کہ حکومت ہند نے انجمن اقوام کے توسط سے مجھے ایک جدید اقتصادی نظام کے متعلق مشورہ لینے کے لئے مدعو کیا ہے۔

—— پیرس میں طیارہ رانی کے مزید فروغ اور فن طیران کے خطرات کم کرنے کی جو بین الاقوامی کانفرنس ہو رہی ہے صدر جرمنی نے بطور احتجاج اس میں شرکت سے انکار کر دیا ہے۔ کیونکہ جرمنی کو پرواز کے جو حقوق دیئے گئے ہیں۔ وہ [illegible] حکومتوں کے مساوی نہیں ہیں۔

—— لنڈن۔ ۸ر جنوری۔ وزیر اعظم نے مسٹر ہیمس ہاربر کی تقریر میں گول میز کانفرنس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا میرے نزدیک چند مناسب اور ضروری تحفظات کے ساتھ ہندوستان کو حکومت خود اختیاری کے اختیارات دیتے ہوئے اس ملک یا حلقہ نو آبادیات کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان [illegible] خود اختیاری کے اختیارات ملنے [illegible] ممکن ہو جائیگا۔

—— نئی دہلی۔ ۹ر جنوری۔ کانگریس کے ایک رضاکار نے بلا اخذ رشوت کسی شخص کو خریداری شراب کی اجازت دے دی۔ اس کا منہ کالا کر کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈالا گیا۔ اور اسی ہیئت سے سارے شہر میں پھرایا گیا۔

—— لنڈن۔ ۸ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اقلیتوں کی سب کمیٹی کے گذشتہ اجلاس سے مسلمان اور ہندو اعتدال پسندوں کے درمیان مسئلہ ہندو مسلم کا تصفیہ کرنے کے لئے از سر نو کوششیں ہو رہی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پنجاب کا مسئلہ حکومت ہند کی مراسلت کے اصول پر عملاً فیصل ہو گیا ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے۔ کہ سب کمیٹی کے آئندہ اجلاس سے قبل بنگال کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

اغلب خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں تک بنگال کا تعلق ہے۔ مسلمان ۵۴ فیصدی نیابت اس شرط پر منظور کر لیں گے کہ انتخاب جداگانہ رہے۔

—— کلکتہ۔ ۸ر جنوری۔ کلکتہ کے ہندوؤں نے ایک جلسہ میں حسب ذیل قرارداد منظور کی۔ "کلکتہ کے ہندو شہریوں نے جب یہ سنا۔ کہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ مصالحت کی کوشش ہو رہی ہے۔ اور انہیں مقامی مجلس وضع قوانین میں ۵۱ فیصدی نشستیں دینے اور مسٹر جناح کے ۱۴ نکات منظور کرنے کی تجویز درپیش ہے۔ تو ان پر خوف و ہراس چھا گیا۔ یہ جلسہ ہندوؤں کے لئے ایسے تصفیہ کو کلیۃً ناقابل قبول خیال کرتا ہے۔ ہندو ایسے سمجھوتے کی مذمت کرتے ہیں"۔

—— رنگون۔ ۸ر جنوری۔ تھارا وادی کی تازہ ترین خبریں مظہر ہیں کہ بغاوت قطعی طور سے فرو ہو گئی ہے۔ باقی ماندہ باغیوں نے کل اپنے لیڈر سمیت اطاعت قبول کر لی۔

—— لنڈن۔ ۸ر جنوری۔ آج نواب چھتاری۔ سر بھوپندرا ناتھ مترا سر سپرو۔ سی راما سوامی آئر اور سر سلطان احمد ہندوستان روانہ ہو گئے ہیں۔

—— لاہور۔ ۹ر جنوری۔ شہر میں سائیکلو سٹائل پر چھپے ہوئے انقلابی اشتہار تقسیم کئے گئے ہیں۔ یہ انگریزی زبان میں ہیں۔ کسی پختہ کار کی تحریر معلوم ہوتی ہے۔ گورنر پر حملہ کے سلسلے میں بہت کچھ ادھر ادھر کی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔

—— دہلی۔ ۹ر جنوری۔ مقامی میونسپلٹی نے ایک ریزولیوشن پاس کر کے فیصلہ کیا ہے۔ کہ مولانا محمد علی صاحب کی تصویر ٹاؤن ہال میں آویزاں کی جائے۔

—— کلکتہ۔ ۸ر جنوری۔ کل بڑا بازار میں ولایتی دکانوں پر پکٹنگ شروع ہوئی۔ ایک کم عمر والنٹیر نے کانگھوں سے لدی ہوئی ایک گاڑی کو روکا۔ لیکن مالکوں نے زبردستی گاڑی لے جانی چاہی۔ اس دوران میں وہاں کافی بھیڑ جمع ہو گئی۔ اور اچانک ہی گانٹھیں جلتی ہوئی دکھائی دیں۔ پولیس بھی موقعہ پر پہونچ چکی تھی۔ آگ کو بجھا دیا گیا۔ اور دو والنٹیر گرفتار کر لئے گئے۔

—— لاہور۔ ۹ر جنوری۔ آج پریس آرڈی نینس کے ماتحت مقامی ہفتہ وار اخبار "کامریڈ" اور اس کے پریس سے تین تین ہزار روپیہ کی ضمانتیں طلب کی گئی ہیں۔

—— نئی دہلی۔ ۸ر جنوری۔ لیجسلیٹو اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں پریس بل پیش کیا جائیگا تا دوسری بار جو پریس آرڈی نینس نافذ کیا ہے۔ اُسے قانون کی صورت دی جائے۔ اس کے ساتھ ہی ٹیکس آرڈی نینس کا مقصد پورا کرنے کے لئے بھی ایک بل پیش کیا جا رہا ہے۔

—— بمبئی۔ ۸ر جنوری۔ آئندہ بجٹ کے خسارہ کو پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ ہند چاندی۔ تمباکو۔ عیش و عشرت کے سامان اور موٹروں کے پرزوں پر زائد محصول لگائیگی۔ گورنمنٹ کا ارادہ ہے۔ کہ ۲ سے لیکر ۱۵ ہزار کی آمدنی پر ایک پائی فی روپیہ اور ۱۵ ہزار سے زائد پر تین پائی فی روپیہ انکم ٹیکس میں اضافہ کیا جائے۔

—— الہ آباد۔ ۸ر جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سر تیج بہادر سپرو کی گول میز کانفرنس کے سلسلہ میں خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں لارڈ بنا دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں پریوی کونسل میں لیا جائیگا۔

—— لنڈن۔ ۸ر جنوری۔ آج فیڈریشن سب کمیٹی کے اجلاس میں کارروائی ختم کرتے ہوئے لارڈ سینکے نے کہا۔ اس بات کی توقع کیونکر ہو سکتی تھی۔ کہ اجلاسوں کے شروع کرتے ہی حکومت اپنی حکمت عملی کا اعلان کر دیگی۔ اور اگر وہ ایسا کرتی۔ تو کانفرنس ایک تماشا بن جاتی۔ وزیر اعظم تمام رپورٹوں پر غور کر کے کانفرنس کے کھلے اجلاس میں حکومت کی حکمت عملی اور ارادوں کا اعلان کریں گے۔ جو آئندہ ہفتہ کا خاتمہ یا اس سے اگلے ہفتہ کے آغاز میں منعقد ہوگا۔

—— جینوا سے ایک نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ اشتراکی تحریک فلسطین میں تیزی کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ اور اس کے معاندانہ اشتہار کثرت سے شائع کئے جا رہے ہیں۔ اشتراکیوں کا ایک اخبار فلسطین سے شائع ہوتا ہے جو لفافوں میں بند کر کے بھیجا جاتا ہے۔ فلسطین کی پولیس آج تک اس مقام کا پتہ نہیں لگا سکی۔ جہاں سے یہ اخبار شائع ہوتا ہے۔ اس کی آخری اشاعت اشتعال انگیز اور باغیانہ تحریروں سے پُر ہے۔ اس میں ایک مضمون مصر کے متعلق بھی درج ہے جس میں مضمون نویس نے ان مصریوں پر حملہ اور نکتہ چینی کی ہے۔ جو حکومت برطانیہ کے ساتھ تعاون کے حامی ہیں۔

—— دہلی۔ ۹ر جنوری۔ پولیٹیکل حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے۔ کہ سندھ کو بمبئی سے الگ کرنے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ اور مسٹر جیمز کریرار اس کے پہلے گورنر ہونگے۔ سنٹرل وائسرائے بھی اس تجویز کو پسند کرتے ہیں۔

—— بمبئی۔ ۹ر جنوری۔ مولانا شوکت علی نے خلافت کو ایک تار ارسال کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ملک معظم۔ مسٹر لائڈ جارج اور مسٹر بلڈون نے بھی مولانا محمد علی کی وفات پر اُن کو ہمدردی اور افسوس کے پیغامات ارسال کئے ہیں۔

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے شائع کیا۔